رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

تار کا پتہ الفضل قادیان

THE ALFAZL
QADIAN

اخبار الفضل قادیان

غیر معمولی پرچہ فی پرچہ ۱؍

ایڈیٹر غلام نبی

سالانہ قیمت پیشگی للعہ ششماہی للعہ سہ ماہی ۶؍ ترسیل زر محض بنام مینیجر الفضل ہو

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا۔

نمبر ۶ ب | مورخہ ۲۰؍۲۲ جولائی ۱۹۲۷ء | یوم چہار شنبہ | مطابق ۱۹؍۲۱ محرم الحرام ۱۳۴۶ھ | جلد ۱۵

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ باوجود صحت کی کمزوری اور علالت کے دن رات اسلام اور مسلمانوں کے مفاد کے لئے سرگرم سعی ہیں۔ ملک کے طول و عرض میں کام کرنے والے مبلغین اور کارکنوں کو ہدایات دینے اور ان کے کام کی نگرانی فرمانے کے علاوہ تحریری طور پر بہت کچھ ارقام فرماتے رہے ہیں۔

سوامی شودرانند جو ہندوؤں کی اچھوت بنائی ہوئی اقوام کو ترمذلت سے نکالنے اور ہندوؤں کے مظالم میں دبی ہوئی بھائیوں کو بیدار کرنے کیلئے کچھ مدت سے پنجاب میں دورہ کر رہے ہیں۔ قادیان کا شہرہ سنکر ۱۶ جولائی کو یہاں تشریف لائے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف نیاز حاصل کیا۔ اور جناب فضل حسین صاحب منشی دیانند مت کھنڈن سبھا کی تحریک پر ۱۷ جولائی ایک دل ہلا دینے والا لیکچر ۲½ گھنٹے دیا۔ جو احمدی غیر احمدی سکھ اور بالمیکی آدمی ہندوؤں نے پوری توجہ اور دلچسپی کے ساتھ سنا۔ (۱۸ کو بھی ان کا لیکچر ہوا)

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھُوَ النَّاصِرُ

اسلام اور مسلمانوں کا فائدہ کس امر میں ہے

(از حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد ایدہ اللہ بنصرہ امام جماعت احمدیہ)

میں متواتر اعلان کر چکا ہوں۔ کہ اس وقت مسلمانوں کی حفاظت صرف اس امر میں ہے۔ کہ وہ ان امور میں کہ جو سب مسلمانوں میں مشترک ہیں۔ متحد ہو کر کام کریں۔ اور اپنی طاقت کو ضائع نہ ہونے دیں۔ اس جدوجہد کے نتیجہ میں جو ہم نے پچھلے دنوں کی ہے۔ خدا کے فضل سے مسلمانوں میں اس قدر بیداری پیدا ہو چکی ہے۔ کہ اہل ہنود دل ہی دل میں کڑھ رہے ہیں۔ اور ایسی تجاویز سوچ رہے ہیں۔

جن کے ذریعہ سے مسلمانوں میں تفرقہ اور شقاق پیدا کر دیں میں نے پہلے بھی مسلمانوں کو اس طرف توجہ دلائی ہے۔ اور اب پھر توجہ دلاتا ہوں۔ کہ ہمیں تمام ایسی باتوں سے اجتناب کرنا چاہیئے۔ جو دشمنوں کو ہنسنے کا موقع دیں۔ اور ہماری طاقت کو پراگندہ کر دیں؛

تمام احباب جانتے ہیں۔ کہ ہماری طرف سے تمام مسلمان کہلانے والوں کے ایک مشترکہ جلسہ کرنے کی تحریک ایک ماہ سے کی جا رہی ہے۔ اور خدا کے فضل سے اس کام میں جو ہمارا ذاتی نہیں ہے۔ بلکہ اسلام کا ہے۔ تمام ہی خواہان اسلام ہم سے ملکر کام کر رہے ہیں۔ ان جلسوں کے لئے شروع دن سے بائیس جولائی کی تاریخ اور نماز جمعہ کے بعد کا وقت مقرر تھا۔ لیکن مجھے معلوم ہوا ہے۔ کہ خلافت کمیٹی کی طرف سے حال ہی میں ایک اعلان ہوا ہے۔ کہ ان کی طرف سے بھی بائیس ۲۲ جولائی کو اسی وقت جلسے کئے جائیں۔ (انقلاب مؤرخہ ۱۷ر جولائی صفحہ ۲ کالم ۴) میرا خیال ہے۔ کہ اس تاریخ کے مقرر کرتے وقت کارکنان خلافت کے ذہن میں یہ بات نہ ہوگی۔ کہ ایسے جلسے پہلے مقرر ہو چکے ہیں ورنہ وہ اس زمانہ میں جبکہ مسلمانوں میں پورے اتحاد کی ضرورت ہے۔ بائیس جولائی کو الگ جلسے مقرر نہ کرتے۔ مگر اب جبکہ ان کی طرف سے اعلان ہو چکا ہے۔ میں مسلمانوں کے فوائد کو مدنظر رکھتے ہوئے ان سے خواہش کرتا ہوں۔ کہ چونکہ ہماری طرف سے ایک ماہ سے اعلان ہو رہا تھا۔ اور تیاری مکمل ہو چکی ہے۔ اور متواتر اخباروں اور پوسٹروں کے ذریعہ سے تحریک ہوتی رہی ہے۔ اور بعض اہم مقامات کی طرف واعظ بھی بھیجے جا چکے ہیں۔ اور ہزاروں روپیہ کا خرچ برداشت کیا جا چکا ہے۔ اس لئے خلافت کمیٹی مہربانی فرما کر اپنے جلسوں کو یا تو کسی دوسرے دن پر ملتوی کر دے یا کم سے کم وقت ہی بدلا دے۔ مثلاً یہ کہ جن جلسوں کا انتظام ہم نے کیا ہے۔ وہ جمعہ اور عصر کے درمیان ہونگے۔ تو وہ بعد از مغرب اپنے جلسے مقرر کر دے۔ اگر اس قدر خرچ اور محنت سے اور تیز سب فرقوں کے سر برآوردہ لوگوں کے مشورہ کے ساتھ جلسوں کا انتظام نہ ہو چکا ہوتا۔ تو میں خود ہی جلسہ کی تاریخیں بدل دیتا۔ کیونکہ وقت اور دن کی نسبت اتحاد بہت زیادہ اہم شئے ہے۔ لیکن ایک ماہ کی مسلسل تیاری کے بعد ہمارے لئے اس قدر مجبوریاں ہیں۔ کہ ہمارے لئے دن اور وقت کا بدلنا بہت مشکل ہے۔ خصوصاً اس لئے کہ جو جلسے بائیس کو ہماری تحریک پر مقرر ہوئے ہیں۔ وہ صرف ہماری جماعت کی طرف سے نہیں ہیں۔ بلکہ شیعہ۔ سنی۔ اہل حدیث۔ حنفی۔ احمدی سب کی طرف سے مشترکہ جلسے ہیں۔

دو مختلف تاریخوں میں جلسے نہ ہوں

بائیس تاریخ کوئی مذہبی تاریخ نہیں۔ کہ اس سے جلسے ادھر ادھر نہ کئے جا سکتے ہوں۔ اس لئے بجائے اس کے کہ طاقت کو منتشر کیا جائے۔ اور دشمنوں کو ہنسی کا موقع دیا جائے۔ کیوں نہ دو مختلف تاریخوں میں جلسے ہوں۔ اور طاقت کو پراگندہ ہونے سے محفوظ رکھا جائے۔

اگر ایک ہی وقت میں مسلمانوں کی کچھ جماعت ایک طرف اور کچھ دوسری طرف جاتی ہوئی نظر آئی۔ تو ہندو لوگ کہیں گے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے معاملہ میں بھی یہ لوگ ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔ اور اس سے اسلام کی عزت کو جو صدمہ پہنچیگا۔ اس کا اندازہ ہر ایک اسلام کا درد رکھنے والا انسان خود ہی لگا سکتا ہے۔ ہندوؤں کو جو دلیری اور جرأت اس سے حاصل ہوگی۔ اس کا خیال کر کے میرا دل کانپ جاتا ہے۔ اور میری روح لرز جاتی ہے۔

اسلام کیلئے کربلا کا زمانہ

اس آفت و مصیبت کے زمانہ میں کہ اسے کربلا کا زمانہ کہا جائے۔ تو مبالغہ نہ ہوگا۔ کیونکہ کفر و ضلالت کے لشکر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کو اسی طرح گھیرے ہوئے ہیں۔ کہ جس طرح کربلا کے میدان میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو یزید کی فوجوں نے گھیرا ہوا تھا۔ آہ! آج اسلام کی وہی حالت ہے۔ جو ذیل کے شعر میں بیان ہوئی ہے۔ کہ

ہر طرف کفر است جوشاں ہمچو افواج یزید

دین حق بیمار و بےکس ہمچو زین العابدین

اشتراک عمل کی دعوت

پس میں امید کرتا ہوں۔ کہ مرکزی خلافت کمیٹی اپنے فیصلہ میں مندرجہ بالا تبدیلی کر کے دشمنان اسلام کے دلوں پر ایک کاری حربہ چلائے گی۔ اور ان کی تازہ امیدوں کو خاک میں ملا دے گی۔ اور مقامی انجمنہائے خلافت بھی اپنے جلسوں کو کسی اور وقت اور دن پر ملتوی کر دیں گی۔ اور ان جلسوں کو جو تمام اسلامی فرقوں اور سوسائیٹیوں کی طرف سے مشترک طور پر ہونے والے ہیں۔ ان کے اپنے مقررہ وقت پر منعقد ہونے میں مزاحم نہ ہوں گی۔ بلکہ مددگار اور شریک بنیں گی۔

سول نافرمانی کے تباہی خیز نقصانات

پھر ان احباب کو جو سول نافرمانی کو اس وقت کی مشکلات کا حل سمجھتے ہیں۔ مخلصانہ مشورہ دیتا ہوں۔ کہ یہ خیال در حقیقت گاندھی جی کا پھیلایا ہوا ہے۔ اور اس کے عیب و ثواب پر پوری طرح غور نہیں کیا گیا۔ میرے نزدیک اگر غور کیا جائے۔ تو آسانی سے سمجھا جا سکتا ہے۔ کہ مسلمانوں کے لئے موجودہ حالات میں سول نافرمانی سے زیادہ خطرناک اور کوئی چیز نہیں ہو سکتی۔ اور یقیناً اس کے نتیجہ میں مسلمانوں کی تمدنی اور اقتصادی حالت پہلے سے بھی خراب ہو جائے گی۔ اور عدم تعاون کے دنوں میں ہندوؤں نے جو مسلمانوں کو جو نقصان پہنچایا تھا۔ اور جس کے اثر کو وہ کئی سالوں میں جا کر بمشکل دور کر سکے ہیں۔ اس سے بھی زیادہ اب نقصان پہنچ جائے گا۔

اس وقت ہمارا مقابلہ ہندوؤں سے ہے

اے بھائیو! ہمیں سوچنا چاہیئے۔ کہ اس وقت ہمارا مقصد کیا ہے۔ اور پھر اس کے مطابق ہمیں علاج کرنا چاہیئے۔ کیونکہ دانا وہی ہوتا ہے۔ جو تشخیص کے بعد مرض کا علاج شروع کرتا ہے۔ اب میں پوچھتا ہوں۔ کہ کیا یہ سچ نہیں ہے۔ کہ ہمارا اس وقت مقصد یہ ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جو ہتک کی جاتی ہے۔ اس کا سدباب کریں۔ اور آپ کی عزت کی حفاظت کا مقدس فرض جو ہم پر عائد ہے۔ اس کو بجا لائیں۔ اگر میرا یہ خیال درست ہے۔ تو کیا پھر پہلی بات کی طرح یہ بھی سچ نہیں ہے۔ کہ یہ ہتک ہندوؤں کی طرف سے کی جا رہی ہے۔ نہ کہ گورنمنٹ کی طرف سے۔ پس ہمارا مقابلہ ہندوؤں سے ہے۔ نہ کہ گورنمنٹ سے۔ گورنمنٹ تو اس وقت حتی الوسع ہماری مددپر کھڑی ہے۔ اور ہمیں ان اخلاقی ذمہ داریوں کے ماتحت جو اسلام نے ہم پر عائد کی ہیں۔ ان کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے۔ نہ کہ ان کی مخالفت کرنی چاہیئے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ ہائیکورٹ کے ایک جج کے فیصلہ کے نتیجہ میں ہندوؤں کو اور بھی دلیری ہو گئی ہے اور انہوں نے پہلے سے بھی سخت حملے اسلام پر شروع کر دیئے ہیں لیکن پھر کیا یہ بھی درست نہیں۔ کہ گورنمنٹ نے اس فیصلہ کو بدلوانے کی پوری کوشش کر رہی ہے۔ اور غیر معمولی

ذرائع سے جلد سے جلد اس مفسدہ پردازی کا ازالہ کرنے پر تُلی ہوئی ہے۔ اور ہز ایکسیلنسی گورنر پنجاب نے مسلمانوں کے وفد کے جواب میں نہایت پُر زور الفاظ میں مسلمانوں سے ہمدردی کا اظہار اور ان گندے مصنفوں کے خلاف ناراضگی کا اظہار اور ہائی کورٹ کے فیصلہ پر تعجب کا اظہار کیا ہے۔ جب حالات یہ ہیں۔ تو پھر کیا اخلاق۔ کیا عقل اور کیا فوائد اسلام ہمیں اجازت دیتے ہیں۔ کہ ہم سول نافرمانی کو جو ہندوؤں کے خلاف نہیں۔ بلکہ گورنمنٹ کے خلاف ہے۔ اختیار کریں۔ اور کیا اس ذریعہ سے ہندو رسول کریم صلعم کو گالیاں دینے سے باز آ جائیں گے۔

سول نافرمانی اسلام اور مسلمانوں کے فوائد کے خلاف ہے

مگر علاوہ اس کے کہ سول نافرمانی اس موقع پر اخلاق کے خلاف ہے۔ وہ اسلام اور مسلمانوں کے فوائد کے بھی خلاف ہے۔ سول نافرمانی کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی جب تک کہ لاکھوں آدمی اس کے لئے تیار نہ ہوں۔ سول نافرمانی دو غرضوں کے لئے ہو سکتی ہے۔ (۱) جبکہ ہم کوئی کام کرنا چاہیں جسے گورنمنٹ منع کرتی ہو۔ (۲) جب کہ ہم گورنمنٹ کو کسی کام کے کرنے سے روکیں یا اس سے کوئی کام کروانا چاہیں۔ صورت اول میں اس قدر کافی ہوتا ہے۔ کہ بہت سے آدمی اس کام کو کرنے لگیں۔ کہ جس سے گورنمنٹ روکتی ہو۔ اگر گورنمنٹ ان کو روکے تو وہ نہ رکیں۔ حتے کہ گورنمنٹ مجبور ہو جائے۔ کہ انہیں گرفتار کرے۔ چونکہ گورنمنٹ لاکھوں آدمیوں کو قید میں ڈال نہیں سکتی۔ اس لئے جو امور معمولی ہوتے ہیں۔ اور گورنمنٹ کے قیام کا ان سے تعلق نہیں ہوتا۔ وہ ان میں لوگوں کے مطالبہ کو پورا کر کے اپنے حکم کو واپس لے لیتی ہے۔ اس صورت میں کامیابی کے لئے اس قدر تعداد آدمیوں کی چاہیئے کہ جن کو گورنمنٹ جیل خانوں میں رکھ ہی نہ سکے۔ جب گورنمنٹ کی طاقت سے قیدی بڑھ جاتے ہیں۔ تو اسے دبنا پڑتا ہے۔ مگر یہ صورت تبھی کامیاب ہو سکتی ہے۔ کہ جب کسی ایسے کام کے کرنے کا ہم ارادہ کریں جس کی گورنمنٹ اجازت نہیں دیتی۔

دوسری صورت یہ ہوتی ہے۔ کہ گورنمنٹ سے لوگ کوئی مطالبہ پورا کرانا چاہیں۔ یا دوسرے لوگوں کو کسی کام سے روکنا چاہیں۔ اس صورت میں چونکہ ان کا کام کچھ ہونا ہی نہیں۔ انہیں سول نافرمانی کے لئے کوئی اور چیز تلاش کرنی پڑتی ہے۔ مثلاً وہ کہدیتے ہیں۔ کہ جب تک گورنمنٹ ہمارا مطالبہ پورا نہیں کریگی۔ ہم اسے لگان نہیں دینگے۔ یا ٹیکس نہیں دینگے۔ اس صورت میں بھی قریباً ساری کی ساری قوم کی قربانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ کیونکہ ان کی جائدادیں گورنمنٹ اپنے حق کے لئے قُرق کرائے۔ اگر ان کی جائدادوں کو دوسرے لوگ خریدنے پر تیار ہو جائیں۔ تو گورنمنٹ کا کیا نقصان ہوگا۔ انہی لوگوں کا اپنا نقصان ہوگا۔

غرض کوئی صورت بھی ہو۔ سول نافرمانی بغیر سارے ملک کے اتفاق کے یا کم سے کم ایک بڑے حصہ کے اتفاق کے کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی۔ پچھلے چند سالوں میں جرمنی کے لوگوں نے فرانسیسیوں کے خلاف اس علاقہ میں جو فرانس والوں نے لے لیا تھا۔ سول نافرمانی کی تھی۔ مگر وہ باوجود ایک قوم اور بڑے تعلیم یافتہ ہونے کے کامیاب نہ ہو سکے۔ اور آخر مجبوراً انہیں اپنا رویہ بدلنا پڑا۔ مگر جو سامان جرمنوں کو حاصل تھے۔ وہ مسلمانوں کو حاصل نہیں۔ اور پھر سب ملک میں صرف وہی آباد نہیں ہیں۔ بلکہ اس ملک میں ایک بڑی تعداد سکھوں اور ہندوؤں کی بھی ہے پس سول نافرمانی سے گورنمنٹ کے کام نہیں رکیں گے۔ بلکہ صرف یہ نتیجہ ہوگا۔ کہ جو تھوڑی بہت تجارت اور زمینداری مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے۔ وہ بھی ہندوؤں کے ہاتھ میں چلا جائیگا۔ اور یہی اس وقت ہندوؤں کی خواہش ہے ہم سول نافرمانی کی صورت میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت کی حفاظت نہیں کریں گے۔ بلکہ اپنی طاقت کو کمزور کر کے اور اپنے دشمن بڑھا کر لوگوں کو آپ کی ہتک کا اور موقع دیں گے۔

سول نافرمانی کیلئے لاکھوں آدمی کہاں سے آئینگے

جیسا کہ میں بتا آیا ہوں۔ سول نافرمانی بغیر لاکھوں آدمیوں کی مدد کے نہیں ہو سکتی۔ پس اب ہمیں یہ سوچنا چاہیئے کہ یہ لاکھوں آدمی سول نافرمانی کرنے والے کہاں سے آئینگے۔ کیا اپنے نوجوانوں کو جو تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ ہم اس کام کے لئے پیش کرینگے۔ یا اپنے تاجروں کو یا اپنے زمینداروں کو یا اپنے پیشہ وروں کو۔ ان میں سے کسی ایک کو اس کام کے لئے پیش کر دو نتیجہ اسلام اور مسلمانوں کے لئے نہایت خطرناک پیدا ہوگا۔ طالب علم اگر اس کام کے لئے آگے بڑھے۔ تو مسلمان جو تعلیم میں آگے ہی پیچھے ہیں۔ اور بھی پیچھے رہ جائینگے اور ہماری ایک نسل بالکل بے کار ہو جائے گی۔ اگر تاجروں یا پیشہ وروں کو جیل خانہ بھجوایا گیا۔ تو ہندوؤں کو اس سے اور بھی فائدہ پہنچے گا۔ اور مسلمان اور بھی زیادہ سختی اقتصادی طور پر ان کے غلام بن جائیں گے۔ اور دس مسلمان جو روٹی کھاتے ہیں۔ وہ بھی اپنے کام سے جائینگے اگر زمیندار قید خانوں میں بھیجے گئے۔ تب بھی ہندوؤں کو عظیم الشان فائدہ پہنچے گا۔ غرض بغیر لاکھوں آدمیوں کو سول نافرمانی پر لگانے سے کام نہیں چل سکتا۔ اور اس قدر تعداد میں مسلمان اگر سول نافرمانی کے لئے تیار بھی ہو جائیں۔ تو یقیناً مسلمانوں کی طاقت پنجاب میں بالکل ٹوٹ جائے گی۔ اور ہم جو یہ کوشش کر رہے ہیں۔ کہ کسی طرح ہندوؤں کی غلامی سے آزاد ہوں۔ تاکہ ہماری آواز میں اثر پیدا ہو اور بھی زیادہ پست حالت کو پہنچ جائیں گے۔ اور کہیں ہمارا ٹھکانا نہیں رہے گا۔

بے شک اگر صرف شغل کرنا ہمارا مقصد ہو تو چند ہزار آدمی اس کام پر لگ کر شور پیدا کر سکتے ہیں۔ لیکن اگر ہمارا مقصد اسلام کی حفاظت اور مسلمانوں کو طاقتور بنانا ہے۔ تو یہ غرض حاصل نہیں ہو سکتی۔ جب تک کہ سب ملک میں مسلمان ہی نہ بستے ہوں۔ اور جب تک سب کے سب سول نافرمانی پر آمادہ نہ ہو جائیں۔ اور چونکہ صورت حالات اس کے برخلاف ہے۔ اس لئے سول نافرمانی سے کامیابی کی امید رکھنا بالکل درست نہیں۔

جیل میں جانے والوں کے بال بچے کیا کریں گے

پھر ہم اس امر کو بھی نظر انداز نہیں کر سکتے۔ کہ جو لوگ جیل خانوں میں جائینگے۔ ان کے رشتہ داروں کا گزارہ کس طرح ہوگا۔ مسلمانوں کے پاس حکومت نہیں۔ کہ وہ جبریہ ٹیکس سے سب کے گزارہ کی صورت پیدا کر لیں گے۔ جو لوگ قید ہوں گے۔ ان کے رشتہ دار یقیناً قرض پر گزارہ کریں گے۔ اور وہ قرض ہندو بنئے کے پاس سے انہیں ملے گا جس کی وجہ سے وہی لوگ جو اسلام کی مدد کے لئے نکلیں گے۔ درحقیقت اسلام کو اور زیادہ کمزور کر دینے کے موجب ہو جائیں گے۔

عدم تعاون کے بعد سول نافرمانی ہونی چاہیئے

یہ امر بھی نہیں بھلایا جا سکتا۔ کہ سول نافرمانی ہمیشہ عدم تعاون کے بعد ہوتی ہے۔ تعاون اور سول نافرمانی کبھی اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ میں مسٹر گاندھی سے بہت اختلاف رکھتا ہوں۔

لیکن ان کی یہ بات بالکل درست تھی۔ کہ انہوں نے پہلے عدم تعاون جاری کیا۔ اور اس کا دوسرا قدم سول نافرمانی رکھا ہر شخص یہ سمجھ سکتا ہے۔ کہ مدد نہ کرنے اور نافرمانی کرنے میں فرق ہے۔ مدد نہ کرنا ادنیٰ درجہ کا انقطاع ہے۔ اور نافرمانی اعلیٰ درجہ کا انقطاع ہے۔ اور یہ ممکن نہیں۔ کہ ہم ادنیٰ انقطاع کئے بغیر اعلیٰ انقطاع کر دیں۔ جو لوگ سول نافرمانی کرینگے جب ان کو گورنمنٹ سزا دینے لگے گی۔ تو کیا پچاس ساٹھ ہزار مسلمان جو سرکاری ملازمت میں ہے۔ وہ سرکاری حکم کے ماتحت سول نافرمانی کرنے والوں کا مقابلہ کریگا یا نہیں۔ اگر وہ مقابلہ نہیں کرے گا۔ تو سب کو ملازمت چھوڑنی پڑیگی اور عدم تعاون شدید صورت میں شروع ہو جائے گا۔ اور میدان بالکل ہندوؤں کے لئے خالی رہ جائے گا۔ اور اگر ملازم طبقہ سول نافرمانی کرنے والوں کا مقابلہ کرے گا۔ تو کیا یہ جنگ گھر میں ہی نہ شروع ہو جائے گی۔ پولیس فوج اور عدالتوں کے ملازم اگر خود مسلمانوں پر دست درازی کرینگے۔ تو کیا آپس میں ایک دوسرے سے تنافر پیدا ہوگا یا نہیں اور کیا ان چالیس پچاس ہزار ملازموں کے رشتہ دار جو چالیس پچاس لاکھ سے کم نہ ہوں گے۔ دوسرے لوگوں سے جو ان کو برا بھلا کہیں گے۔ برسر پیکار ہوں گے یا نہیں۔ اور کیا اس کے نتیجہ میں ہر گاؤں اور ہر شہر میں مسلمانوں میں ایک خطرناک جنگ شروع ہو جائے گی۔ کہ نہیں؟ غرض سول نافرمانی کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی۔ جب تک پہلے عدم تعاون نہ جاری کیا جائے۔ سول نافرمانی جاری کرنے سے پہلے سب مسلمانوں کے لئے ضروری ہے۔ کہ فوج سے پولیس سے اور اگر کٹو اور جوڈیشل غرض ہر قسم کی ملازمتوں سے علیحدہ ہو جائیں۔ تاکہ مسلمانوں کو مسلمانوں سے لڑنا نہ پڑے۔ اور سب ملک کے مسلمان آپس میں دست و گریبان نہ ہو جائیں۔ لیکن کیا حالات اس بات کی اجازت دیتے ہیں۔ اگر ایسا ہوا۔ تو مسلمانوں کا اس میں فائدہ نہ ہوگا۔ ہاں ہندوؤں کا فائدہ ہوگا۔ ایک مسلمان کی جگہ دس ہندو اور سکھ بھرتی ہونے کے لئے تیار ہوں گے۔ اور مسلمانوں کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ جائے گی۔

سول نافرمانی کیلئے تیار ہونیوالوں کو کیا کرنا چاہیئے

خلاصہ یہ کہ سول نافرمانی کا تبھی فایدہ ہو سکتا ہے جب لاکھوں آدمی اس کے لئے تیار ہوں۔ اور جبکہ پہلے عدم تعاون کا فیصلہ کر لیا جائے۔ ورنہ سوائے شور کرنے کے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ پس جو لوگ سول نافرمانی کے لئے تیار ہوں۔ میں انہیں مشورہ دونگا۔ کہ وہ ذرا زیادہ ہمت دکھائیں۔ اور جو وقت ان کے پاس فارغ ہو۔ اسے تبلیغ اسلام پر خرچ کریں۔ اگر دو چار ہزار آدمی تبلیغ کے لئے نکل کھڑا ہو۔ اور ادنیٰ اقوام کے گھروں پر جا کر شفقت اور ہمدردی سے ان کو اسلام کی دعوت دے۔ تو اسلام کو کس قدر فائدہ ہو سکتا ہے۔ اگر یہ لوگ ملک میں پھر کر زمینداروں کو سادہ زندگی بسر کرنے کی تلقین کریں۔ اور ہندو بنئے سے سودی قرض لینے سے منع کریں۔ تو اسلام کو کس قدر تقویت پہنچ سکتی ہے۔ اگر وہ اپنے فارغ وقت کو اپنے جاہل بھائیوں کو دین کی باتیں سمجھانے اور قومی ضروریات سے واقف کرنے پر لگائیں۔ تو قومیت کو کس قدر نفع حاصل ہو سکتا ہے۔ پھر میں کہتا ہوں۔ کہ اگر وہ فارغ ہیں۔ تو ہزاروں گاؤں جن میں سب سودا ہندو بنئے سے لیا جاتا ہے۔ وہاں جا کر وہ ایک دوکان کھول لیں۔ اور اس طرح مسلمانوں کو ہندو دوکانداروں کے ذلت آمیز سلوک سے محفوظ کریں۔ تو قومی احساس میں کس قدر ترقی ہو سکتی ہے۔

کام کرنیکا وقت ہے جیل خانہ جانیکا

پس اے دوستو یہ کام کا وقت ہے جیل خانہ میں جانے کا وقت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں میں اسوقت بیداری پیدا کر دی ہے۔ اس بیداری سے فائدہ حاصل کرو۔ یہ دن روز نصیب نہیں ہوتے۔ پس انکی ناقدری نہ کرو۔ خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرو کہ اس نے دشمن کے ہاتھوں ہی لوگوں کو بیدار کر دیا۔ اب جلد سے جلد اسلام کی ترقی اور مسلمانوں کی بہبودی کے کاموں میں لگ جاؤ۔ اسوقت ہر اک جو مسلمان کہلاتا ہے۔ اسکے میدان عمل میں آنے کی ضرورت ہے۔ جیل خانہ میں لوگوں کو بھیجنے کا موقع نہیں بلکہ انکو ان میں سے نکالنے کا موقع ہے۔ دشمن آپ لوگوں کی کوششوں کو دیکھ کر گھبرا رہا ہے۔ وہ محسوس کر رہا ہے۔ کہ اب آپ نے اس کے مخفی حملہ سے بچنے کا صحیح ذریعہ معلوم کر لیا ہے۔ پس وہ تلملا رہا ہے۔ اور اپنے شکار کو ہاتھوں سے جاتا دیکھ کر ستپٹا رہا ہے۔ ایک تھوڑی سی ہمت ایک تھوڑی سی کوشش ایک تھوڑی سی قربانی کی ضرورت ہے۔ کہ صدیوں کی پہنی ہوئی زنجیریں کٹ جائیں گی۔ اور اسلام کا سپاہی اپنے مولا کی خدمت کے لئے پھر آزاد ہو جائیگا۔ اور ہندوؤں کی غلامی کے بند ٹوٹ جائیں گے۔

اے بھائیو ہمت اور استقلال سے اور صبر سے اپنی دینی اور تمدنی اور اقتصادی حالت کی درستی کی فکر کرو۔ اور خدا تعالیٰ کی طرف سچے دل سے جھک جاؤ۔ اور اسکی مرضی پر اپنی مرضی کو قربان کر دو اور اس کے ارادوں کے سامنے اپنے ارادے چھوڑ دو۔ اور اس کے کلام کی محبت کو اپنے دل میں جگہ دو۔ اور اس کی شریعت کو اپنا شعار بناؤ۔ اور اس کے ہر ایک اشارہ پر عمل کرنے کے لئے تیار رہو۔ اور اپنے نفس کو بالکل مار دو تب دو ابنا وعدہ الذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا کے ماتحت آپکو اس راستہ پر چلائیگا۔ جو اسکی مرضی کے مطابق ہے۔ اور اپنی نصرت کا ہاتھ آپکی طرف بڑھائیگا۔ اور آپکے بازو کو قوت بخشیگا۔ اور آپکے دشمنوں کو ذلیل کریگا۔ اور ہر اک میدان میں خواہ علمی ہو۔ خواہ تمدنی ہو۔ خواہ اقتصادی ہو۔ آپ کو فتح دے گا۔

متواتر قربانی کی ضرورت

ہاں ضرورت ہے۔ تو اس بات کی۔ کہ متواتر اور لگاتار قربانی کی جائے۔ اور عقل سے کام لیا جائے۔ اور خدا تعالیٰ کی نصرت پر نظر رکھی جائے۔ اور بے فائدہ جوش سے اپنی قوتوں کو ضائع نہ کیا جائے۔ اور خواہ مخواہ دشمن کے تیار کردہ گڑھوں میں نہ گرا جائے۔ وہ لوگ جو مسلمانوں کو ہمیشہ اپنا غلام بنائے رکھنا چاہتے ہیں۔ وہ گورنمنٹ سے ہمیں لڑا کر ہماری طاقت کو کمزور کرنا چاہتے ہیں۔ اور اسوقت جو مسلمانوں کی توجہ مذہبی اقتصادی تمدنی آزادی کی طرف ہو رہی ہے۔ اس کا رخ دوسری طرف پھیرنا چاہتے ہیں۔ مگر میں امید کرتا ہوں۔ کہ مسلمان اس دھوکے میں نہیں آئیں گے۔ گورنمنٹ نے پیچھے جو کچھ بھی کیا ہو۔ اس وقت وہ مسلمانوں کی جائز مدد کر رہی ہے۔ اور اگر کسی جگہ بعض مجسٹریٹ مسلمانوں کی تکلیف کا موجب ہو رہے ہیں۔ تو اسکی وجہ گورنمنٹ کی پالیسی نہیں۔ بلکہ اسکی وجہ یہ ہے۔ کہ ان مجسٹریٹوں کے دل ان ہندوؤں کی باتوں سے متاثر ہیں۔ کہ جو ملک میں امن دیکھنا پسند نہیں کرتے۔ پس ہمیں وقتی جوش سے متاثر ہو کر اپنے اصل کام کو نہیں بھولنا چاہیئے۔ آج سے ہمارا فرض ہو۔ کہ تبلیغ کریں۔ مسلمانوں کی تمدنی اور اقتصادی حالت کو درست کریں اور جس حد تک ممکن اور مذہباً جائز ہو۔ مسلمانوں میں سے اختلاف کے مٹانے کی اور مستقل جدوجہد کے ساتھ ان جائز حقوق کو جن کے ہم اس ملک کے باشندہ ہونے کے لحاظ سے مستحق ہیں۔ حاصل کریں۔ اور اس کے لئے پہلا قدم آپکا ۲۲ جولائی کے جلسوں کو غیر معمولی طور پر کامیاب بنانا ہے۔ میں اب اپنی بات کو ختم کرتا ہوں۔ اور یقین رکھتا ہوں۔ کہ ہر اک دوسری بات کو فراموش کر کے آپ صرف اس امر کو مدنظر رکھیں گے۔ کہ آج اسلام اور مسلمانوں کا فائدہ کس امر میں ہے؟ والسلام :

خاکسار

مرزا محمود احمد۔ امام جماعت احمدیہ

قادیان [illegible]

(منشی عبدالرحمٰن کشمیری قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر [illegible] کے لئے قادیان سے شائع کیا)

إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۔ عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا

THE ALFAZL
QADIAN

الفضل

قادیان

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے قادیان سے جاری فرمایا۔

نمبر ۸	مورخہ ۲۲ جولائی ۱۹۲۷ء	یوم جمعہ	مطابق ۲۱ محرم الحرام ۱۳۴۶ھ	جلد ۱۵

۲۲ جولائی کا جلسہ

اور محضر نامہ کی ضرورت اور اہمیت

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۲۲ جولائی کے جلسہ اور محضر نامہ پر مسلمانوں کے دستخط کرانے کے متعلق جو تازہ اعلان صادر کیا ہے۔ اس میں تحریر فرماتے ہیں۔

باہر کی اطلاعات سے معلوم ہوا ہے۔ کہ بعض لوگوں کو اس معاملہ میں غلط فہمی پیدا ہو رہی ہے۔ کہ چونکہ گورنمنٹ نے وفد کے پیش ہونے کی اجازت نہیں دی۔ لہذا محضر نامۂ مجوزہ پر دستخط کرانے کی ضرورت نہیں۔ سو اس غلط فہمی کے ازالہ کے لئے اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ در اصل دو وفدوں کی تجویز تھی۔ یہ وفد جس کا انکار کیا گیا ہے۔ اور وہ وفد جس نے محضر نامہ پیش کرنا ہے۔ دونوں الگ الگ ہیں۔ یہ وفد جس سے انکار کیا گیا ہے۔ اس کے متعلق قریب ترین زمانہ میں پیش کئے جانے کی تجویز تھی۔ اور محضر نامہ والا ڈیپوٹیشن ایک عرصہ کے بعد پیش ہونے والا ہے۔ گورنمنٹ کے انکار کے یہ معنی نہیں ہو سکتے۔ کہ وہ کبھی بھی ایسے ڈیپوٹیشن کے ملنے کی اجازت نہیں دیگی۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ ہائی کورٹ پر گندہ طور سے اعتراض کئے گئے ہیں۔ اور گورنمنٹ کو بلا وجہ گالیاں دی گئی ہیں۔ حالانکہ گورنمنٹ نے مسلمانوں کی دلداری کی پوری کوشش

"رنگیلا رسول" کی دوبارہ اشاعت کے متعلق گورنمنٹ کو چٹھی

اور

اس کا جواب بذریعہ تار

جناب ناظر صاحب اعلیٰ جماعت احمدیہ نے یہ معلوم ہونے پر کہ ہندو ایک کثیر تعداد میں کتاب "رنگیلا رسول" کو دوبارہ چھاپ رہے ہیں۔ ۱۷ جولائی گورنمنٹ پنجاب کو ایک چٹھی کے ذریعہ اس کی طرف توجہ دلائی۔ جس کا ۱۹ جولائی بذریعہ تار یہ جواب موصول ہوا ہے۔ کہ "گورنمنٹ نے بھی یہ افواہ سنی ہے۔ جس کے متعلق فوری کارروائی کرنے کے لئے تحقیقات کی جا رہی ہے۔"

کی ہے۔ پھر اس کی موجودگی میں ڈیپوٹیشن کو ملنے دینے سے گورنمنٹ اس لئے ہچکچاتی ہے۔ کہ اس کی [illegible] کے احترام میں کوئی فرق نہ آ جائے۔ یا یہ کہ جو لوگ گورنمنٹ کو گالیاں دیتے ہیں۔ ان کو کوئی اور شہ نہ مل جائے۔ لیکن جب ایجیٹیشن دب جائے۔ اور مطلع صاف ہو جائے۔ تو یہ ناممکن نہیں ہے۔ کہ گورنمنٹ پھر اپنے فیصلہ پر دوبارہ غور کرے۔ چنانچہ گورنمنٹ کی دوسری تار میں صاف طور پر لکھا ہے۔ کہ اگر آپ اپنے خیالات کو وسیع طور پر پھیلائیں۔ تو یہ مسلمانوں کے لئے بہت ہی نفع کا موجب ہوگا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اگر مسلمان اعتدال کے ساتھ اور اصرار کے ساتھ اپنے جائز مطالبات پر قائم رہیں۔ تو گورنمنٹ انہیں نظر انداز نہیں کر سکے گی۔

پس اول تو جو [illegible] پر اعتراض ہے۔ ان کے متعلق بھی یقین سے نہیں کہا جا سکتا۔ کہ ان کے بارہ میں محضرنامہ بے سود ہوگا۔ مگر علاوہ اس کے اور بھی بہت سے پہلو ہیں۔ محضرنامہ پر دستخط کرانے کے لئے جب پانچ چھ لاکھ آدمیوں تک پہنچا جائیگا۔ تو مسلمانوں کی تعلیمی نسبت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کے یہ معنے ہونگے۔ کہ قریباً [illegible] مسلمانوں تک اپنی آواز کو پہنچا دیا جائیگا۔ اس کا عظیم الشان فائدہ یہ ہوگا۔ کہ مسلمانوں کو اسلام کی موجودہ حالت سے ایسی واقفیت ہو جائے گی۔ جو اشتہارات ٹریکٹ اور اخبارات کے ذریعہ سے نہیں ہو سکتی۔ گویا اس ذریعہ سے قومی تنظیم کا مسئلہ ایک حد تک طے ہو جائیگا۔

دوسرا فائدہ اس میں یہ ہوگا۔ کہ اخبار۔ ٹریکٹ یا رسالہ کے مضمون کو پڑھ کر یا لیکچر سن کر انسان کو صرف یہی احساس ہوتا ہے۔ کہ وہ ایک اچھی بات سن رہا ہے۔ یا پڑھ رہا ہے۔ لیکن ایسی تحریر پر دستخط کرنے سے جس میں قومی مطالبات کو پیش کیا گیا ہے۔ ہر مسلمان نہ صرف یہ کہ مطالبہ کی تصدیق کرے گا۔ بلکہ ساتھ ہی اپنی تحریر سے اس بات کا عہد بھی کریگا۔ کہ وہ ان مطالبات کو پورا کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کریگا۔ اور اس کا نتیجہ یہ نکلے گا۔ کہ ہر مسلمان اپنے تحریری اقرار کے پاس کے لئے ان مطالب کو جن کا پورا ہونا اس کی قوم کے لئے ضروری ہے۔ ہمیشہ مدنظر رکھے گا۔

تیسری بات یہ ہے۔ کہ علاوہ مسلم آوٹ لک کے ایڈیٹر اور مالک کی رہائی کے مطالبات کے محضرنامہ میں تین اہم مطالبات ہیں (۱) رسول کریمؐ کی عزت کی حفاظت کا مطالبہ (۲) ہائیکورٹ میں مسلمان ججوں کے بڑھائے جانے کا مطالبہ۔ (۳) مسلمانوں کو ان کی آبادی کے مطابق حقوق دیئے جانے کا مطالبہ۔ یہ تین مطالبات ایسے ہیں۔ کہ جن پر پنجاب کے مسلمانوں بلکہ ہندوستان کے مسلمانوں کی ترقی کا سوال منحصر ہے۔ اگر گورنمنٹ رہائی کے مطالبہ کو سننا پسند نہ بھی کریگی۔ تو ایڈریس میں سے اس مطالبہ کو اڑا دیا جائیگا۔ اور صرف باقی مطالبات پر بحث کی جائے گی۔ جن باتوں کو ایڈریس میں سے اڑا دیا جائیگا۔ محضرنامہ میں تحریر آ جانے کی وجہ سے وہ ہمیشہ کے لئے ایک زبردست ریکارڈ رہیگا۔

رسول کریمؐ کی عزت کی حفاظت کے متعلق یہ درست طور پر کہا جا سکتا ہے۔ کہ گورنمنٹ اس کے متعلق اپنا پورا زور لگا رہی ہے۔ لیکن باوجود اس کے اس امر پر زور دینا بیفائدہ نہیں ہے۔ اس لئے کہ اس ملک میں ایک اور قوم بھی ہے۔ جو تعداد میں۔ مال میں۔ رسوخ میں ہم سے زیادہ ہے۔ اور وہ پوری کوشش کر رہی ہے۔ کہ گورنمنٹ اس معاملہ میں کوئی کارروائی نہ کرے۔ اور یقیناً وہ ہر ممکن ذریعہ سے گورنمنٹ کے راستے میں روک ڈالنے کی کوشش کرے گی پس گورنمنٹ کی مدد کرنے کے لئے اور اس کی پشت پناہی کے طور پر ضروری ہے۔ کہ مسلمان اس وقت تک اپنی آواز بلند کرتے چلے جائیں جب تک کہ پورے طور پر اس امر کا فیصلہ نہ ہو جائے۔ ورنہ خطرہ ہے۔ کہ دوسرا فریق گورنمنٹ پر زور ڈالکر اس کے ارادہ کو متزلزل یا اس کی کوششوں کو پست کر دے۔ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ تمام مطالبات گورنمنٹ کے خلاف ہی نہیں ہوا کرتے۔ بلکہ بعض مطالبات گورنمنٹ کا ہاتھ مضبوط کرنے کے لئے ہوتے ہیں۔

مذکورہ بالا امور کو مدنظر رکھتے ہوئے میرے نزدیک گورنمنٹ کے انکار کے بعد محضرنامہ پر دستخطوں کی ضرورت اور بھی بڑھ گئی ہے۔ اس انکار سے جلسہ کی اہمیت میں بھی کوئی فرق نہیں آیا۔ بلکہ میرے نزدیک اس کی اہمیت اور بھی زیادہ ہو گئی ہے۔ گورنمنٹ کے انکار کی وجہ یہ ہے۔ کہ وہ کہتی ہے۔ ہائیکورٹ اور گورنمنٹ پر بلاوجہ نکتہ چینی اور سخت الفاظ میں نکتہ چینی کی گئی ہے۔ اگر ان جلسوں میں گورنمنٹ کی ہمدردانہ کوششوں کا اقرار کیا جائے۔ اور گورنر صاحب کی نہایت لطیف اور منصفانہ تقریر کی مناسب تائید کی جائے۔ اور بجائے ہائیکورٹ کی دیانت پر الزام لگانے کے صرف اس رنگ میں مطالبہ کیا جائے۔ کہ مسلم آوٹ لک کے ایڈیٹر اور مالک نے جو کچھ لکھا تھا وہ ایسے حالات میں لکھا تھا۔ کہ مسلمانوں کے لئے ان سے بڑھ کر جوش دلانے والے حالات ناممکن ہیں۔ تو میرے نزدیک گورنمنٹ پر ایسے جلسوں کا اچھا اثر پڑے گا۔ اور وہ سمجھ لے گی۔ کہ مسلمانوں کی اکثر آبادی اس جھگڑے کو گورنمنٹ سے لڑائی چھیڑنے کا ذریعہ نہیں بنانا چاہتی۔ اور اس کے مطالبات معقول ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں۔ کہ اس کا گورنمنٹ پر بہت ہی اچھا اثر ہوگا۔ اور ہندوؤں کو بھی معلوم ہو جائیگا۔ کہ مسلمان ہائیکورٹ کے فیصلہ کے بعد اپنے اصل غرض کو بھول کر ایک ضمنی بات کے پیچھے پڑنے کے لئے طیار نہیں ہیں۔ ایک ہی وقت میں تمام ملک سے ایسی آواز اٹھنے پر ہماری سیاسی فضا میں نہایت ہی اچھا تغیر پیدا ہو جائیگا۔ ہاں یہ ضروری ہے۔ کہ ان جلسوں میں دلیری سے کام کیا جائے۔ اور اگر کوئی شخص اس کے خلاف جدوجہد کرنے والے ہوں۔ تو حکمت کے ساتھ اپنے مقصد کو پورا کیا جائے۔

۲۲ جولائی کے جلسوں کی ضرورت

ہندوؤں کے منصوبوں کو توڑنے کے لئے اور مسلمانوں کو صحیح راستہ پر چلانے کے لئے تاکہ ان کے جوش غلط راستہ پر نہ چل پڑیں۔ ۲۲ جولائی ہر جگہ جلسے کر کے ریزولیوشن پاس کرنے چاہئیں۔

۲۲ جولائی کے جلسوں میں کیسے لیکچر ہوں

۲۲ جولائی کے جلسوں میں جو لیکچر ہوں۔ ان کے الفاظ محتاط ہوں۔ سختی نہ ہو۔ اور زور مسلمانوں کے اندر اصلاح پیدا کرنے پر دیا جائے۔ نہ کہ ہندوؤں کو گالیاں دینے پر۔ اور گورنمنٹ نے جو گرانقدر خدمات کی ہیں۔ ان کا بلا خوف اعتراف کیا جائے۔ کیونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے۔ من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ۔ جو انسانوں کا احسان نہیں مانتا۔ وہ خدا تعالےٰ کا بھی نہیں مانتا۔

تفرقہ بازوں سے بچو

یاد رہے۔ کہ ہندو ۲۲ جولائی کے جلسوں کو روکنے کے لئے اپنی پوری طاقت اور سارا زور صرف کریں گے۔ اور کسی نہ کسی طرح تفرقہ ڈلوانے کی کوشش کریں گے۔ ان کے فریبوں سے ہوشیار رہنا چاہیئے۔ کیونکہ تفرقہ مسلمانوں کو پہلے ہی سخت نقصان پہنچا چکا ہے۔

خلافت کمیٹیوں کے کارکنوں سے التماس

اسلامی فوائد اور مسلمانوں کے اتحاد کی خاطر خلافت کمیٹیوں کے کارکن اصحاب کو چاہیئے کہ ۲۲ جولائی کو متحدہ جلسہ منعقد کریں۔ یا پھر اپنا جلسہ اس کے بعد کسی اور تاریخ منعقد کریں۔ یا کم از کم اپنے جلسہ کا وہ وقت نہ رکھیں جو پہلے مقرر ہو چکا ہے۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خدا کے فضل اور رحم کیساتھ

ھُوَ النَّاصِرُ

اِسلام کے غلبہ کیلئے ہماری جدوجہد

یہ مضمون جہاں جہاں ممکن ہو بائیس جولائی کے جلسہ میں سنانے کی کوشش کیجائے

از حضرت امام جماعت احمدیہ قادیان

برادران - السلام علیکم

آج آپ لوگ جو حضرت اسلام اور مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کیلئے جمع ہوئے ہیں - میں آپکے سامنے اسلام کی ترقی کے متعلق کچھ باتیں پیش کرنا چاہتا ہوں - اور امید کرتا ہوں کہ آپ ان پر مناسب غور فرمائینگے - آپ لوگ اس امر سے ناواقف نہیں ہیں - کہ اسلام کو اسوقت کس قدر نقصانات پہنچ رہے ہیں - اور ہر میدان میں مسلمان کمزور ہو رہے ہیں - اس کیوجہ جیسا کہ آپ لوگ خوب اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں - یہی ہے کہ کبھی بھی مستقل اور مدبرانہ جدوجہد مسلمانوں کی بہتری کی نہیں کی گئی - جس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ تجارت میں مسلمان پیچھے ہیں ٹھیکیداری میں مسلمان پیچھے ہیں - صنعت و حرفت میں مسلمان پیچھے ہیں - تعلیم میں مسلمان پیچھے ہیں - آڑہت میں مسلمان پیچھے ہیں تنظیم میں مسلمان پیچھے ہیں - اعلےٰ پیشوں میں مسلمان پیچھے ہیں - تبلیغ جو مسلمانوں کا ابتدائی فرض رکھا گیا تھا - اسمیں بھی وہ سب قوموں سے پیچھے ہیں - زراعت بعض صوبوں میں ان کے قبضہ میں ہے - مگر صرف نام کے طور پر زمینیں مسلمانوں کے نام درج ہیں - لیکن پیداوار

ہندوؤں کے گھر جاتی ہے - اس کمزوری کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہر معاملہ میں مسلمانوں کی آواز بے اثر اور ان کی کوشش بے سود جا رہی ہے - اغیار نے ان کے تمدن اور اقتصاد پر اس قدر قبضہ پالیا ہے کہ وہ مسلمان جو غلاموں کے آزاد کرنے کیلئے پیدا کیا گیا تھا - آج خود غلام بن رہا ہے اور گرد و پیش کے حالات سے اس قدر مجبور ہو رہا ہے - کہ گو وہ سب سے زیادہ شور مچائے - مگر حقیقی آزادی نصیب ہونی اس کے لئے مشکل ہے - اور یہی وجہ ہے کہ اب لوگ اس کی سب سے محبوب چیز یعنی اس کے مذہب کی بھی عزت کرنے کیلئے تیار نہیں -

انا للہ وانا الیہ راجعون -

اے بھائیو! ان تاریک حالات میں اللہ تعالیٰ نے ایک روشنی کی صورت پیدا کر دی ہے - یعنی دشمنان اسلام کے دلی ارادوں کو شدھی اور سنگھٹن کی شکل میں ظاہر کر دیا ہے - جن کا سب سے گندہ پہلو وہ ناپاک اور گندہ لٹریچر ہے جو اسلام اور مقدس بانی اسلام کے خلاف لکھا جا رہا ہے - ہندوؤں کی عداوت کے اس خطرناک اظہار سے سوئے

ہوئے مسلمان بھی بیدار ہو رہے ہیں - اور ان میں بھی صحیح اصول پر کام کرنے کا جوش پیدا ہو رہا ہے - چنانچہ پچھلے دو ماہ میں اقتصادی غلامی سے آزادی کے لئے چھوت چھات کی تحریک مسلمانوں میں بڑے زور سے جاری ہے - اور اس کا زبردست اثر پیدا ہو رہا ہے - اسوقت تک ہزاروں دکانیں مسلمانوں کی کھل چکی ہیں - اور لاکھوں روپے کا فائدہ مسلمانوں کو حاصل ہو چکا ہے - ہندو ساہوکار سے سود پر روپیہ لینے کے خلاف ایک عام رو جاری ہے - جو اگر کامیاب ہو گئی تو انشاء اللہ کلی طور پر مسلمانوں کو ہندوؤں کے قبضہ سے آزاد کرا دیگی - کفایت شعاری کی تحریک مسلمانوں میں پیدا ہو رہی ہے تنظیم کیطرف وہ متوجہ ہو رہے ہیں - اور اپنے کھوئے ہوئے حقوق لینے کی بھی انہیں فکر پیدا ہونے لگی ہے -

اس تحریک کو دیکھکر ہندو کوشش کر رہے ہیں - کہ کسیطرح یہ تحریک دب جائے - اور اس کے لئے انہوں نے دو تدبیریں اختیار کی ہیں - ایک تو وہ مسلمانوں کو جوش دلاکر گورنمنٹ سے لڑانا چاہتے ہیں - دوسرے فرقہ وارانہ منافرت پھیلا کر باہم میں آپسمیں پھوٹ ڈلوانی چاہتے ہیں - اور اسکے لئے وہ گورنمنٹ میں بھی اور پبلک میں بھی انتہائی کوشش کر رہے ہیں خفیہ ہی خفیہ حکام اور بعض مسلمانوں کے ذریعہ سے ایسی تدابیر اختیار کی جا رہی ہیں کہ مسلمان ایک طرف تو گورنمنٹ سے الجھ جائیں اور دوسری طرف آپسمیں لڑنے لگیں - اگر اس وقت آپ لوگوں نے ان کی چالوں کو نہ سمجھا - اور ان کے دھوکے میں آ گئے - تو پھر سمجھ لیجئے کہ وہ پہلے سے بھی زیادہ سختی کے ساتھ مسلمانوں کو اپنا غلام بنا کر رکھیں گے - اور اسلام کو ذلیل کرنے کی کوشش کرینگے -

ان کی ان کوششوں کو باطل کرنے کیلئے یہ نہایت ضروری ہے کہ پورے جوش اور مستقل ارادہ کیساتھ تبلیغ اور اتحاد باہمی کی تحریکات کو جاری رکھا جائے - چھوت چھات بنئے کے سود سے پرہیز کی تلقین کیجائے - گورنمنٹ سے اپنی تعداد کے مطابق حقوق کا مطالبہ کیا جاوے - سرحدی صوبہ جسمیں اسّی فیصدی مسلمان بستے ہیں - اور ذکاوت اور عقل میں ہندوستان کے کسی صوبہ سے پیچھے نہیں ہیں - اور جنہیں محض ہندوؤں کی مخالفت کیوجہ سے حقوق نیابت سے محروم رکھا گیا ہے - اسکو نیابتی حقوق دلوانیکی کوشش کی جائے - اور جبتک ان تحریکات میں پوری طرح کامیابی حاصل نہ ہو تو اس جدوجہد کو ترک نہ کیا جائے -

اے بھائیو یہ جلسہ اس جدوجہد کا پہلا مظاہرہ ہے۔ نہ کہ اس کا اختتام اس قدر عظیم الشان کام ایک دن میں نہیں ہو جاتے۔ وہ مہینوں یا سالوں کی کوشش چاہتے ہیں۔ اور بہترین دماغوں کی خدمات اور بہت بڑی وقتی اور مالی قربانیوں کا مطالبہ کرتے ہیں۔ پس آپ لوگ اس جلسہ میں شامل ہو کر یہ خیال نہ کریں۔ کہ آپ نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے۔ اس جلسہ میں تو جو کچھ آپ نے کیا ہے۔ وہ صرف یہ ہے۔ کہ آپ نے اپنے بھائیوں کے سامنے یہ اقرار کیا ہے۔ کہ ہم اسلام کی ترقی کے لئے ہر ایک قربانی کرنے کیلئے طیار ہیں۔ مگر صرف اقرار کر دینے سے کام نہیں ہو جاتے۔ اصل کام اس جلسہ کے بعد شروع ہوگا۔ جبکہ آپکی آزمائش ہوگی۔ کہ آپ اپنے عہد کو اپنے عمل سے پورا بھی کرتے ہیں۔ یا نہیں۔ عہد خواہ کس قدر ہی جوش سے کیا جائے۔ نفع نہیں دیتا۔ لیکن کام خواہ کتنا ہی تھوڑا ہو مفید ہوتا ہے۔ خالی ریزولیوشن پاس کر دینا سچائی کی ہتک کرنا ہے سچائی ہمارے منہ کے تحفوں کو قبول نہیں کرتی۔ وہ ہماری عملی قربانی چاہتی ہے۔ پس آج کے ریزولیوشن درحقیقت عہد ہیں۔ جو آپ نے کئے ہیں۔ اور اب آپ کا فرض ہے۔ کہ ان ریزولیوشنوں کے مطابق جدوجہد شروع کریں۔ اور اپنے ملنے والوں اور ہمسایوں کو اپنا ہم خیال بنا کر انہیں بھی اس جدوجہد میں شریک کریں۔ یہانتک کہ ایک مسلمان بھی ایسا باقی نہ رہے جو آپ کے خیالات کے مخالف ہو۔ اور اس جدوجہد میں شریک نہ ہو۔ ہاں یہ مدنظر رہے۔ کہ فساد اور دنگا اسلام کو پسند نہیں۔ امن کے ساتھ لیکن بہادری کے ساتھ اپنا کام کریں۔ اور دلیل کے زور سے اپنے خیالات سے اختلاف رکھنے والوں کو اپنی بات منوائیں۔ نہ کہ زبردستی ہاں جو لوگ بلاوجہ آپکے کام میں روک ڈالنا چاہیں۔ ان سے بھی نہ ڈریں۔ کہ بزدل دین اور دنیا دونوں میں ذلیل ہوتا ہے۔ اگر آپ اس تجویز کے مطابق عمل کریں گے تو یقیناً اللہ تعالیٰ کی مدد سے آپ لوگ کامیاب ہوں گے۔ اور خدا تعالیٰ کی تائید آپ کو حاصل ہوگی۔

اس کام کے لئے ہر شہر ہر قصبہ اور ہر گاؤں میں ایسی کمیٹیاں بنی چاہئیں۔ جن میں ہر ایک فرقہ کے آدمی شامل کئے جائیں۔ جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ یاد رکھیں۔ کہ وہ معاملات جو دشمنان اسلام سے تعلق رکھتے ہیں۔ یا سیاسی ہیں۔ ان میں اسلام کی تعریف یہی ہے۔ کہ ہر ایک شخص جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے۔ وہ مسلمان ہے۔ دشمن بھی یہی تعریف اسلام کی سمجھتا ہے۔ اور وہ اس تعریف کے مطابق ہم سے سلوک کرتا ہے۔ پس اس تعریف کے مطابق ہی ہمیں مشترکہ معاملات میں کام کرنا چاہیئے۔ اور اپنی اپنی تعریفوں کو خالص مذہبی معاملات تک محدود رکھنا چاہیئے۔ کہ یہی ایک راہ صلح کی ہے۔ یاد رکھیے۔ کہ نہ کوئی ایک حصہ مسلمان کہلانیوالوں کا اکیلا اس عظیم الشان کام کو نہیں کر سکتا جو ہمارے سامنے ہے۔ اور نہ کوئی ایک سوسائٹی جس کا دائرہ محدود ہو۔ اس کام کو کر سکتی ہے۔ وہی کمیٹی اس عظیم الشان کام کو کر سکتی ہے جس میں سب فرقوں کے لوگ شامل ہوں۔ اور جس کا دروازہ کامل طور پر سب مسلمان کہلانے والوں کے لئے کھلا ہو۔ بیشک ہر مجلس یا کمیٹی کا حق ہے۔ کہ وہ ایسا کام اپنے ذمہ لے۔ جو اس کے دائرہ عمل کے اندر ہو لیکن اس کام کو جو سب مسلمان کہلانیوالوں کے ساتھ وابستہ ہے۔ اور امتیاز کی اجازت نہیں دیتا۔ کسی ایسی کمیٹی کا اپنے ہاتھ میں لینا جس میں ہر اک فرقہ کو آزادی کے ساتھ شمولیت کا حق نہ ہو۔ اور جو صرف چند آدمیوں کی رائے کے ماتحت سب لوگوں کو ملانا چاہے۔ کبھی اور کبھی کامیابی تک نہیں پہنچا سکتا۔ پہلے اس قسم کی تدابیر سے اسلام کو نقصان پہنچ چکا ہے۔ اور مسلمانوں کی تجارتیں تباہ ہو چکی ہیں۔ کالج برباد ہو چکے ہیں۔ ملازمتیں کھوئی گئی ہیں۔ زمینیں نیلام ہو چکی ہیں۔ اور آئندہ اس قسم کی کوشش پھر مسلمانوں کو تباہ اور برباد کر دیگی۔ پس ناجائز جوش پیدا کر کے قوم کو تباہی کے رستہ پہ ڈالنے اور الگ الگ جدوجہد کرنے کی بجائے ہر اک شہر اور قصبہ میں ایسی کمیٹیاں بنی چاہئیں۔ جو تمام مسلمان کہلانے والے لوگوں پر مشتمل ہوں۔ اور جو دلیری اور جرأت سے اسلامی حقوق کے لئے مناسب کوشش کرنے کے لئے تیار ہوں۔ اور کام کا پروگرام ایسا بنایا جائے۔ جس میں وہ مسلمان بھی شامل ہو سکیں۔ جو کہ گورنمنٹ میں رسوخ رکھتے ہیں۔ کیونکہ اگر عمدگی سے ان سے کام لیا جائے۔ تو یہ لوگ اسلام اور مسلمانوں کی بہت کچھ مدد کر سکتے ہیں اور پچھلی ناکامیوں کا سبب ہی یہی تھا کہ کام ایسے رنگ میں شروع کیا گیا تھا۔ کہ گورنمنٹ کے ملازم یا گورنمنٹ کے ساتھ رسوخ رکھنے والے لوگ مسلمانوں کی مدد نہیں کر سکتے تھے۔ بلکہ انہیں ان کی مخالفت کرنی پڑتی تھی۔ اس طرح یہ نقص بھی تھا۔ کہ طریق عمل ایسا چنا گیا تھا۔ کہ بعض نہایت کارآمد اور زبردست سوسائٹیاں اور جماعتیں اپنے مذہبی عقیدوں کی وجہ سے اس طریق عمل کو اختیار ہی نہیں کر سکی تھیں۔ پس اب پھر جو اللہ تعالیٰ نے محض رحم فرما کر اتحاد کا موقع نکالا ہے۔ اسے ضائع نہ کیا جائے۔ اور تمام مسلمان کہلانے والوں کی مشترکہ کمیٹیاں بنائی جائیں۔ اور ایک دوسرے کے مذہبی امور میں دخل نہ دیا جائے اور طریق عمل ایسا چنا جائے کہ گورنمنٹ ملازم اور گورنمنٹ میں رسوخ رکھنے والے مسلمان بھی اس میں حصہ لے سکیں یا کم سے کم ان کو اس کام کی مخالفت کرنے کی ضرورت پیش نہ آئے۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ اگر اس طرح کام کیا گیا تو انشاء اللہ ضرور کامیابی ہوگی۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں اسلام کے دشمنوں کو ہوش آ جائیگا۔ پس کیا ہی اچھا ہو۔ کہ آج آپ لوگ اس امر کا بھی عہد کر کے اٹھیں۔ کہ ایک ہفتہ کے اندر اندر آپ ایک ایسی کمیٹی تیار کر لینگے۔ اور اپنے علاقہ میں آج کے پاس شدہ ریزولیوشنوں کے مطابق عملدرآمد شروع کر دینگے۔ میں نے آئندہ کام کے متعلق ایک تفصیلی سکیم سوچی ہے۔ جسے میں اگر ایسی کمیٹیاں بن گئیں۔ تو آہستہ آہستہ ان کے سامنے پیش کروں گا۔ تاکہ جو امور انہیں پسند ہوں وہ ان پر عمل کر کے اسلام کی خدمت کر سکیں۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ کہ وہ انہیں پسند ہی کرینگے۔ کیونکہ وہ ایسی تدابیر ہیں کہ جو ہر فرقہ اور ہر طبقہ کے لوگوں کے لئے قابل عمل ہیں۔ اور ان پر عمل کر کے آئندہ کا پروگرام باحسن وجوہ پورا ہو سکتا ہے۔ میں آخر میں دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی دستگیری فرمائے۔ اور انہیں ایسی سمجھ دے۔ کہ وہ ان امور میں مشترک ہو کر کام کرنے لگیں۔ جن پر عمل کرنا مسلمانوں کی ترقی کے لئے نہایت ضروری ہے۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔ والسلام۔

خاکسار: مرزا محمود احمد امام جماعت احمدیہ۔ قادیان

۲۲ر جولائی کے اجتماع کی برکات

جمعہ نہایت مبارک دن ہے۔ اس دن خاص اہتمام کے ساتھ مسلمان اور دنوں کی نسبت بہت زیادہ تعداد میں جمع ہو کر خدائے رحمٰن رحیم کے حضور عبادت کا فریضہ ادا کرتے اور اس کے حضور دعائیں کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کسی کی عبادت کا محتاج نہیں۔ خواہ کوئی اکیلا ہو کر کرے یا جمع ہو کر کریں۔ لیکن مسلمانوں کے لئے جمعہ اور حج کے ایام مقرر کر کے جمع ہو کر عبادت کرنا فرض قرار دیکر امت محمدیہ پر بے حد انعام فرمایا ہے۔ اس نے اپنے فضل سے سمجھا دیا ہے۔ کہ اجتماع میں برکت ہے۔ اس نے بتا دیا ہے۔ کہ اگر تم اکٹھے ہو کر میرے حضور جھکو گے۔ تو میں تمہاری عرضوں کو زیادہ قبول کرونگا اس نے بتا دیا ہے۔ جب تم اکٹھے ملکر کسی کام کو کیا کرو گے تو تمہارے لئے برکتوں اور کامیابیوں کے راستے کھل جائیں گے۔

۲۲ر جولائی کا جمعہ مسلمانان پنجاب کے لئے ان کے مدتوں کے رونے اور چیخ و پکار کے سنے جانے کا دن معلوم دیتا ہے۔ کیونکہ اس طرح کی اجتماعی صورت مسلمانوں کے ادبار کے بعد کبھی پیدا نہیں ہوئی۔ پس اس دن پہلے خدا کے حضور دعائیں کی جائیں، آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا جائے۔ پھر اس اجتماع میں جس کی تحریک اس بے نفس انسان نے جس کا نام محمود ہے۔ اللہ اور رسول اور اسلام سے بے انتہا محبت رکھنے والے دل کے ساتھ کی ہے جوق در جوق حصہ لیا جائے۔

ایک وقت ایک محمود نے شرک کے خطرناک تودوں کو صاف کیا۔ اس وقت اسی خدا قادر مطلق نے دوسرے محمود کو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ناموس کو بچانے اور اسلام پر حملہ کرنے والوں کو شکست فاش دینے کے لئے کھڑا کیا ہے۔ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً میں اسی اجتماعی برکت والے مقام کو بتلایا گیا ہے۔ جو محمود ہے۔ والسلام

خاکسار حشمت اللہ

۲۲ جولائی کے جلسہ میں کیا ریزولیوشن پاس کئے جائیں

جمعہ کے دن ۲۲ جولائی کے جلسہ میں مضمون ذیل کے ریزولیوشنز پاس کرنے چاہئیں۔

(۱) گورنمنٹ سے استدعا۔ کہ وہ آئندہ ایسا انتظام کرے کہ بزرگان دین کی ہتک نہ کی جا سکے۔

(۲) گورنر صاحب اور گورنمنٹ پنجاب کا شکریہ کہ انہوں نے کتاب "رنگیلا رسول" کے فیصلہ پر مسلمانوں کی دلجوئی کی۔ اور اقرار کیا۔ کہ وہ ہر طرح اس فیصلہ کو مسترد کرانے یا قانون میں تبدیلی کرانے کی کوشش کریں گے اور اب ورتمان کے مقدمہ کو ہائی کورٹ میں منتقل کرا کے اس کا جلد فیصلہ کرانے کی کوشش سے اور بھی دلجوئی کی ہے۔

(۳) مسلمان آئندہ ان چیزوں میں جن میں ہندو مسلمانوں سے چھوت چھات کرتے ہیں۔ ہندوؤں سے بھی چھوت چھات کریں گے۔ اور صبر نہ کریں گے۔ جب تک سب مسلمانوں کو اس کا عامل نہ کرا لیں گے۔

(۴) مسلمانوں کی تمدنی اصلاح کے لئے ہر جگہ مسلمان دوکانیں کھلوائی جائیں۔ اور مسلمان حتی الوسع ان سے سودا خریدیں۔ اسی طرح مسلمان ہندوؤں سے سودا نہ لیں۔ اور مسلمان وکلاء کے پاس اپنے مقدمات لے جایا کریں۔

(۵) تبلیغ کے کام کو ہر علاقہ میں وسیع کیا جائے۔ اور ادنیٰ اقوام کو زمیندار مسلمان بنانے میں پوری مدد دیں۔

(۶) اسلامی متحدہ مسائل میں سب مسلمان فرقے مل کر کام کریں۔

(۷) گورنمنٹ سے التجا کی جائے کہ ہائی کورٹ میں اسلامی عنصر بہت کم ہے۔ اس کو مضبوط کیا جائے۔ اور کم سے کم ایک مسلمان جج پنجاب کے بیرسٹروں میں سے فوراً مستقل جج کے طور پر مقرر کیا جائے۔

(۸) مسلمانوں کی آبادی پنجاب میں پچپن فی صدی ہے۔ لیکن ان کو ملازمتیں آدھی بھی نہیں ملتیں۔ اسلئے گورنمنٹ کو چاہیئے۔ کہ جلد سے جلد اس نقص کا ازالہ کرے۔ اور پنجاب اور دہلی میں مسلمانوں کو کم سے کم نصف عہدے دے۔ اور سرحدی صوبہ میں اسی فی صدی۔

(۹) چونکہ مسلم اوٹ لک کے ایڈیٹر نے مقدمہ راجپال کے متعلق جو کچھ لکھا تھا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت میں لکھا تھا اور غیر معمولی حالات میں لکھا تھا۔ اس لئے گورنمنٹ مالک اخبار مسلم اوٹ لک اور ایڈیٹر کو بہت جلد رہا کر کے مسلمانوں کو شکریہ کا موقع دے۔

(۱۰) چونکہ سول نافرمانی خلافت نے گورنمنٹ کے منشاء کے ماتحت ترک کر دی ہے۔ اور اس طرح گورنمنٹ کو امن قائم رکھنے میں بہت مدد دی ہے۔ سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری اور غازی عبدالرحمن صاحب اور دیگر خلافت کے کارکنوں کو جو اس تحریک کی وجہ سے قید خانہ میں ہیں۔ آزاد کر دیا جائے۔

مقدمہ "ورتمان" عدالت عالیہ لاہور میں

لاہور۔ ۱۶ جولائی عدالت عالیہ لاہور میں "ورتمان" کا مقدمہ دو ججوں کے روبرو جو مسٹر جسٹس براڈوے۔ اور مسٹر جسٹس ٹیکیمپ پر مشتمل تھی۔ پھر پیش ہوا۔ چند گواہوں کی شہادت لئے جانے کے بعد کچھ ملزم سے عدالت نے سوالات کئے۔

سوال:- کیا تم رسالہ ورتمان کے طابع اور ناشر ہو۔ جواب۔ ہاں

س۔ کیا تم نے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ امرتسر کے سامنے ڈکلریشن پیش کیا۔ ج۔ ہاں۔ س۔ کیا تم دیوی شرن شرما کے ساتھ اس مضمون کو لیکر حبیب اللہ کاتب کے پاس گئے۔ ج۔ نہیں۔ کاتب خود ہمارے دفتر میں آکر مضمون لکھنے کیلئے لے گیا۔ س۔ کیا تم نے شاہ محمد کو یہ مضمون دیا۔ ج۔ نہیں وہ میری عدم موجودگی میں آیا۔ اور اسی کو کسی اور نے دیا۔ س۔ تم نے مضمون کب دیکھا۔ ج۔ غالباً ۲۶ مئی کو۔ س۔ کب شائع ہوا۔ ج۔ غالباً ۲۸ مئی کو۔ س۔ کیا تم ایڈیٹر ہو۔ ج۔ نہیں میں نام کا ایڈیٹر ہوں۔ میری بجائے ہفتہ میں ایک اور آدمی ادارت کا کام کرتا ہے۔ س۔ کیا تم کچھ کہنا چاہتے ہو۔ ج۔ میں تحریری بیان دونگا۔

اس کے بعد ملزم کے وکیل نے کہا کہ دفعہ ۱۵۳ الف تعزیرات ہند کے زیر بحث مقدمہ میں جرم کا ارتکاب تب ہی ہو سکتا ہے۔ جبکہ شہنشاہ معظم کی رعایا کے فرقوں میں نفرت پیدا ہو۔ اس سوال پر ہم ۵ کلکتہ ۹۰ میں بحث کی گئی ہے۔ اس بیان کے پڑھنے سے یہ ظاہر نہیں ہو سکتا۔ کہ لکھنے کا مدعا نفرت پھیلانے کا ہے۔ یہ رسالہ شدھی اور سنگھٹن کی تحریکوں کو تقویت دینے کے لئے لکھا گیا۔ اور تحریکیں نہایت دیانتدارانہ اور بے ضرر تحریکیں ہیں بیان کے متعلق ملزم کی پوزیشن یہ ہے کہ اسے افسوس ہے۔ کہ یہ بیان شائع ہوا۔ اگر وہ جانتا کہ یہ بیان اشتعال انگیز ہے۔ وہ ایک مسلمان کاتب کے پاس نہ لے جاتا۔ اور اگر یہ اشتعال انگیز ہوتا تو مسلمان پریس والے اسے شائع کرنے میں امداد نہ کرتے۔ ایک مسلمان مجسٹریٹ نے پہلے صاف کہا تھا۔ کہ اس بیان کو پڑھنے سے پرنٹر کے خلاف غصہ پیدا ہوگا۔ لیکن استغاثہ یہ ثابت نہیں کر سکا۔ کہ یہ بیان دو مذاہب کے پیروؤں میں دشمنی اور نفرت پیدا کرتا ہے۔ اس بیان سے ہم یہ نتیجہ نہیں نکال سکتے۔ کہ ہر دو فرقوں کے درمیان نفرت پھیلانے کی کوشش کی گئی ہے۔ شہادت اور بیان سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ملزم نے ہر دو مذاہب کے لوگوں میں نفرت پھیلانے کی کوشش کی ہے۔ اسلئے ملزم کو رہا کیا جائے گورنمنٹ ایڈووکیٹ نے کہا۔ امرتسر کے باشندگان نے یہ کہا ہے۔ کہ اس بیان سے ان کے دلوں میں ہندوؤں کے خلاف نفرت پیدا ہو گئی۔ اسلئے یہ مقدمہ ۱۵۳ الف کی زد میں آتا ہے۔ ملزم کی نیت کا اندازہ واقعات اور حالات سے لگتا ہے۔ نیز ملزم کے بیان سے یہ ثابت ہو چکا ہے۔ کہ جس وقت یہ بیان لکھا گیا۔ اس وقت ہر دو مذاہب میں کشیدگی تھی ۲۳ مئی ۱۹۲۷ء کا الہ آباد ہائی کورٹ میں جو فیصلہ ہوا پیش کرتا ہوں۔ جس میں اس قسم کے بیان کے خلاف الزام ثابت ہوا۔

لاہور ۱۸ جولائی۔ ساڑھے دس بجے عدالت عالیہ لاہور میں جسٹس براڈوے قائم مقام چیف جسٹس اور جسٹس ٹیکیمپ کے سامنے "ورتمان" کیس کے سلسلہ کے دوسرے مقدمہ کی سماعت شروع ہوئی۔ جو مضمون "سیر دوزخ" کے مصنف دیوی شرن شرما کے خلاف چل رہا ہے۔

مقدمہ کی کارروائی کے آغاز میں سرکاری وکیل مسٹر عبدالرشید نے عدالت کو مخاطب کر کے کہا کہ مجھے حکومت پنجاب کی طرف سے یہ اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ میں اس مقدمہ کا چارج سر محمد شفیع بیرسٹر ایٹ لاء کو دیدوں۔ بنا بریں اب استغاثہ کی طرف سے مقدمہ کی پیروی وہی کرینگے۔

معلوم ہوا ہے۔ کہ حکومت پنجاب نے اس مقدمہ کی اہمیت کے پیش نظر سر محمد شفیع کی قانونی خدمات ڈیڑھ ہزار روپیہ روزانہ کے معاوضہ میں حاصل کی ہیں۔ ملزم دیوی شرن کی طرف سے لالہ فقیر چند لالہ گوبند رام کھنہ اور لالہ رتن چند وکیل تھے۔ چند گواہوں کے بعد ملزم دیوی شرن کو کٹہرہ میں لایا گیا۔ عدالت اور اس کے درمیان حسب ذیل سوال و جواب ہوئے۔

س۔ کیا تم نے یہ آرٹیکل لکھا ہے۔ جو ورتمان کے صفحہ ۴۲ پر شائع ہوا۔

ج۔ ہاں میں نے یہ آرٹیکل لکھا۔ لیکن اردو میں نہیں لکھا ہندی میں لکھا تھا۔ س۔ کیا تم اردو جانتے ہو۔ ج۔ ہاں! س۔ اس

مضمون کو پڑھو۔ اور دیکھو کہ آیا یہ ترجمہ صحیح ہے۔ ج۔ (پندرہ منٹ مضمون کو پڑھنے کے بعد) یہ ترجمہ صحیح ہے۔ لیکن میں بعض الفاظ کی تشریح کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے سیر دوزخ کی جگہ "نرگ یاترا" لکھا تھا۔ دونوں کے معنی یکساں ہیں۔ بہشت اور دوزخ کی جگہ اصل میں سورگ اور نرگ کے الفاظ تھے۔ معنی یکساں ہیں۔ حبیب اللہ کی جگہ ایشور پرائیر تھا معنی وہی ہیں۔ اللہ کا پیارا۔ شفیع کی جگہ پریم ترانتا لکھا تھا۔ معنی وہی ہیں۔ شفاعت کی جگہ اُدھار لکھا تھا۔ جس کے معنی ہیں اُٹھانا میں شفاعت کے معنی نہیں جانتا۔ جنتی کی جگہ جانتی لکھا تھا۔ جنت کی جگہ آنند لکھا تھا جس کے معنی نعمت ہیں۔ اس طرح سارے لفظ بدلے ہوئے ہیں۔ لیکن ترجمہ صحیح ہے۔

س۔ تم نے اصل کب لکھا تھا۔ ج۔ میں نے اصل ۲ مئی کو لکھا۔ س۔ تم نے یہ مضمون کس کو دیا تھا۔ ج۔ میں رسالہ ورتمان کے دفتر کے لیٹر بکس میں ڈال آیا تھا۔ س۔ تم نے اس مضمون کو پھر کبھی دیکھا۔ ج۔ کبھی نہیں دیکھا۔ س۔ تم نے یہ ترجمہ کب دیکھا۔ ج۔ میں نے یہ ترجمہ ابھی دیکھا ہے۔ س۔ کیا یہ رسالہ تمہارے گھر سے برآمد ہوا تھا۔

ج۔ ہاں۔ س۔ تم اب بھی کہتے ہو۔ کہ تم نے سب سے پہلی دفعہ یہ مضمون آج پڑھا ہے۔ ج۔ ہاں۔ س۔ تم سکندر خان کو جانتے ہو۔ ج۔ ہاں! س۔ اس کا بیان درست ہے۔ ج۔ نہیں میں نے اسے کبھی نہیں کہا۔ کہ میں مضمون لکھ رہا ہوں۔ س۔ گویا لال دین کا بیان بھی غلط ہے۔ ج۔ ہاں غلط ہے۔ س۔ تم حبیب اللہ کاتب کو جانتے ہو۔ ج۔ نہیں! س۔ تم گیان چند کے ہمراہ مضمون لیکر اس کے پاس نہیں گئے۔ ج۔ میں کبھی نہیں گیا۔ س۔ تم شاہ محمد کاتب کو جانتے ہو۔ ج۔ میں شاہ محمد کو بھی نہیں جانتا۔ میں کبھی اس کے پاس نہیں گیا۔ س۔ (وہ کاغذ دکھا کر جو حبیب اللہ نے پیش کئے تھے) کیا یہ کاغذ تمہارے ہاتھ کے لکھے ہوئے ہیں۔ ج۔ ہاں! س۔ جب رسالہ اردو میں چھپتا ہے۔ اور تم اردو جانتے ہو تو تم نے مضمون ہندی میں کیوں لکھا۔ ج۔ کیونکہ ایڈیٹر گیان چند نے مجھے بتایا تھا۔ کہ یہ پرچہ آریہ تحریک کا حامی ہے۔ اس کا ایک حصہ ہندی میں بھی ہوگا۔

ملزم نے اخیر میں اس امر کی تصریح کی۔ کہ تلاشی کے وقت یہ رسالہ میز پر پڑا تھا۔ اور نذیر احمد نے اُٹھایا تھا۔ اس پر جسٹس براڈوے نے کہا۔ اب تو مسٹر فقیر چند تشویش سے آزاد ہو گئے۔ وکیل صفائی کی تجویز پر ملزم سے سوال کیا گیا۔ کہ اس مضمون کے لکھنے سے تمہارا مقصد کیا تھا۔

ج۔ میں نے گرودم کا پول کھولنے کے لئے یہ مضمون لکھا تھا۔

اس بیان کے بعد فرد جرم لگا دی گئی۔ جس کا مضمون یہ تھا۔ ہم جسٹس براڈوے اور جسٹس کیمپ تم دیوی شرن شرما کو اس الزام کی بنا پر کہ تم نے ۲ مئی کو "سیر دوزخ" کے نام سے ایک مضمون لکھا اور اسے رسالہ ورتمان میں ماہ مئی ۱۹۲۷ء کو شائع کیا۔ اور اس طرح ملک معظم کی رعایا کے دو طبقوں ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان جذبات مخاصمت و منافرت پیدا کئے۔ اس سزا کا مستوجب سمجھتے ہیں۔ جو ۱۵۳ الف میں درج ہے

دیوی شرن شرما کے بعد گیان چند ایڈیٹر ورتمان گواہوں کے کٹہرہ میں لایا گیا۔ اسے بھی فرد جرم پڑھ کر سُنائی گئی۔

---

۲۲ جولائی کے جلسے کے متعلق چند آخری الفاظ

یہ سطور انشاء اللہ آپ کی نظر سے جمعہ کے دن اس وقت گذرینگی جبکہ آپ حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ کے مجوزہ جلسہ کے انعقاد کے متعلق نہایت سرگرمی اور جوش سے تیاری کر رہے ہونگے۔ یا اس میں خود شامل ہونے اور ہر فرقہ اور ہر عقیدہ کے مسلمانوں کو شامل کرنے کی کوشش میں مصروف ہونگے آپکی اس مصروفیت و مشغولیت کو مدنظر رکھتے ہوئے صرف اتنا ہی کہا جاتا ہے کہ جلسہ کو شاندار اور عظیم الشان بنانے میں اپنی انتہائی کوشش صرف کر دیجئے۔ تا دنیا پر مسلمانوں کی تنظیم اور مشترکہ مقاصد میں اتحاد عمل کا سکہ بیٹھ جائے۔ خدا تعالیٰ کی مدد و نصرت آپکے ساتھ ہو۔

آریوں کی اشدھی کا اثر

چماروں کے ایک سالم گاؤں کی اشدھی سے توبہ

چار نئے مسلمان

احمدی مبلغین جو مختلف علاقوں میں اشدھی بازوں کی چالبازیوں سے لوگوں کو ہوشیار کرتے اور اسلام کی اعلےٰ اور پاک تعلیم کی تبلیغ کے لئے بھیجے گئے ہیں۔ ان کی رپورٹوں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جب بے خبر اشدھ شدہ اقوام کو آریہ سماجی تعلیمات سنائی جاتی ہیں۔ تو اپنے اشدھ ہونے پر پشیمان ہوتے اور اسلام کی عمدہ تعلیم سے نہایت متاثر ہوتے ہیں۔ چنانچہ اس ہفتہ کی بعض رپورٹوں کا ضروری خلاصہ ناظرین کے لئے شائع کیا جاتا ہے۔

علاقہ کرنال کے مبلغ مولوی فضل احمد صاحب اپنی تازہ رپورٹ میں لکھتے ہیں:۔ "۱۲ جون موضع جلوانہ ضلع کرنال گیا۔ رات کو تین سو آدمیوں کے مجمع میں فضائل اسلام پر تقریر کی۔ تقریر کے اختتام پر ایک آریہ مدرس نرنجن پرشاد نے بڑے زور سے مسلمان بادشاہوں کے مظالم کی ایک فرضی داستان بیان کرنا شروع کر دی۔ میں نے مہاشہ جی کے تمام اعتراضات کے مفصل جوابات دئے۔ اور بتایا کہ اسلام امن و صلح کی تعلیم دیتا ہے۔ اور ہندو خلاف انسانیت ظلم کی۔ اس کے بعد مجھے معلوم ہوا۔ کہ گاؤں کے اکثر چمار اشدھ ہو کر مسلمانوں کا کام چھوڑ بیٹھے ہیں۔ صبح چند مسلمانوں کے ہمراہ میں ان کے گھروں پر گیا۔ چند چماروں کو جمع کر کے ہندوؤں کے گذشتہ سلوک جو وہ شودروں سے کرتے رہے ہیں۔ بتائے۔ اور ان سے یہ کہا گیا۔ کہ ہم تم کو تب ہندو سمجھیں گے۔ کہ جب ہندو تمہارے ساتھ کھان پان اور رشتے ناطے کریں۔ یہ بات سنکر وہ ایک گہری سوچ میں پڑ گئے۔ اس امر سے متاثر ہوتے دیکھ کر میں نے انہیں اسلامی مساوات سے آگاہ کیا۔ جس پر انہوں نے متفقہ آواز سے کہا۔ "ہم نے سخت دہوکا کھایا ہے"۔ اور مجھ سے وعدہ کیا۔ کہ ہم مسلمانوں کا کام کرنا شروع کر دیں گے۔ چنانچہ میاں محمد عبد اللہ خان صاحب جو گاؤں میں ایک معزز مسلمان ہیں۔ اپنے ایک تازہ خط میں لکھتے ہیں۔ کہ "مسلمانوں کی حالت اب اچھی ہو رہی ہے۔ اور دوسری اقوام پر بھی بہت عمدہ اثر ہے۔ چماروں نے کام کرنا شروع کر دیا۔ اور زنار جو انہیں پہنائے گئے تھے۔ توڑ ڈالے ہیں۔ اب انکا ارادہ ہے۔ کہ ہندوؤں کا کام چھوڑ دیں۔ مجھے امید ہے۔ کہ اگر آپ دو چار مرتبہ اور یہاں تشریف لائیں۔ تو یہ سب لوگ مسلمان ہو جائیں گے"۔

اسلام کی تعلیم کا پاک اثر

مولوی عبد الاحد صاحب مولوی فاضل مبلغ ضلع ہزارہ لکھتے ہیں:۔

"ایک ہندو جو مسلمان ہونے لگا تھا۔ اور اسے ہندو بہکا کر لے گئے تھے۔ اب دوبارہ مانسہرہ میں آکر مسلمان ہو گیا ہے اس کا نام چندہ ہے۔ تمام مسلمانوں نے اس کے معاملہ میں گہری دلچسپی کا اظہار کیا"۔

اشدھی رک گئی

مولوی عبد الغفور صاحب مولوی فاضل مبلغ ضلع سیالکوٹ چونڈہ سے لکھتے ہیں۔ کہ "موضع چاروا میں اشدھی کی خبر سنکر وہاں پہنچا۔ معلوم ہوا کہ شدھی ہونے کو تیار ہے۔ اور پولیس کا بھی انتظام کیا ہوا ہے۔ تیس ۳۰ کے قریب بٹوال جمع تھے۔ ایک آریہ ہیڈ ماسٹر لیکچر دے رہا تھا۔ لیکچر کے اختتام پر میں نے بولنے کی اجازت چاہی۔ مگر انہوں نے جواب دیا۔ کہ ہمارے جلسہ میں تمہیں بولنے کی اجازت نہیں۔ پولیس نے بھی منع کیا۔ لہٰذا ہم وہاں سے چلے آئے۔ رات کو چند لوگوں کو جمع کر کے ان سے کہا گیا۔ کہ دیہات کے لوگوں کو اس جلسہ میں آنے سے روکیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ سینکڑوں لوگ جو وہاں آنے والے تھے۔ وہ سب رک گئے۔ دوسرے دن عام اعلان کر کے بٹوالوں کو اکٹھا کیا۔ اور آریہ اصول سے انہیں آگاہ کیا۔ جنہیں سنکر وہ بہت حیران ہوئے۔ اور آریوں سے متنفر ہو کر انہیں گالیاں دیتے ہوئے گھروں کو چلے گئے۔ آریوں کے جلسہ میں چند لوگ گئے۔ مگر وہ اشدھ نہ ہوئے۔ بلکہ جب انہیں اشدھی کے لئے کہا گیا۔ تو وہ وہاں سے بھاگ آئے۔

اذان نے شدھی توڑ دی

مولوی محمد حسین صاحب مبلغ ضلع ایٹہ لکھتے ہیں۔ موضع کنواں گیرہ متصل قصبہ قائم گنج میں ایک ٹھاکر ہے۔ جو کچھ عرصہ سے مسلمان ہو چکا تھا۔ اس کی برادری کے چند لوگوں نے اسے دوبارہ اشدھ کرنے کی کوشش کی۔ چنانچہ چند لوگ اکٹھے ہوئے اور اس کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا کھا رہے تھے کہ اتنے میں مغرب کی اذان ہوئی۔ وہ وہاں سے چل کر مسجد میں گیا۔ اور نماز پڑھنا شروع کر دی۔ ہندو اس بات پر سخت ناراض ہوئے۔ اس نے کہا۔ میں نماز ہرگز نہ چھوڑوں گا۔ چاہے آپ لوگ کتنا ہی برا منائیں۔ یہ جواب سنکر وہ سب لوگ مبہوت ہو کر اور اپنے کئے پر نادم گھروں کو واپس چلے گئے"۔

اس ہفتہ چار نئے مسلمان ہوئے۔ (۱) عبد اللہ (۲) عطاء اللہ (۳) عبد الوحید۔ عبد الرحمٰن۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ۔ قادیان

۲۲ جولائی کے جلسوں کی اطلاع قادیان بھی بھیجی جائے

۲۲ جولائی جمعہ کے دن جہاں جہاں جلسے منعقد کر کے وہ ریزولیوشن پاس کئے جائیں۔ جو حضرت امام جماعت احمدیہ نے مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت اور ان کی بہتری کے لئے تجویز فرمائے ہیں۔ وہاں کے ذمہ وار اصحاب ان ریزولیوشنز کی ایک کاپی دفتر ترقی اسلام قادیان میں ارسال فرمائیں۔ تاکہ جو وفد گورنر صاحب بہادر پنجاب کی خدمت میں مسلمانوں کے حقوق اور ان کے جذبات کی طرف توجہ دلانے کیلئے پیش ہونے والا ہے۔ وہ اپنے ایڈریس میں ان ریزولیوشنز کا حوالہ دیکر بتلا سکے۔ کہ مسلمانوں کی کتنی بڑی تعداد اپنے حقوق کے حصول کے لئے بیتابی کا اظہار کر رہی ہے۔

مسلمانوں کے مطالبات کونسل میں

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ نے گذشتہ دوران میں پے در پے متعدد پوسٹر اور ٹریکٹ شائع فرمائے جن کا ملک کے ہر خورد و کلاں پر ایک انتہائی اثر ہوا ہے۔ اور خدا کا شکر ہے۔ کہ مسلمانوں کے اندر ایک ہیجان عظیم اسلام کی حفاظت اور اپنے حقوق کے حصول کے متعلق پیدا ہو گیا ہے۔ حال میں حضور نے ایک پوسٹر شائع کیا جس کا عنوان ہے "کیا آپ اسلام کی زندگی چاہتے ہیں" اس میں حضور نے موجودہ حالات کی اصلاح کیلئے اور امور کے علاوہ حسب ذیل باتوں کی طرف بھی توجہ دلائی تھی۔ (۱) گورنمنٹ سے مطالبہ کیا جائے کہ مسلم اوٹ لک کے ایڈیٹر اور مالک کو رہا کر دیا جائے۔ (۲) کم سے کم ایک مسلمان جج ہائیکورٹ کے بیرسٹروں میں سے فوراً مستقل طور پر مقرر کیا جائے اور اگلا ایکٹنگ جج بھی بجائے مسلمان بیرسٹر ہو۔ (۳) ہر محکمہ میں مسلمانوں کو کم سے کم پچاس فیصدی ملازمتیں دی جائیں۔ تاکہ ان کے حقوق کی حفاظت ہو سکے۔ ہمیں یہ معلوم ہو کر خوشی ہوئی۔ کہ شیخ فیض محمد صاحب ایم۔ ایل۔ سی نے مندرجہ بالا تینوں امور کو کونسل میں پیش کرنے کا نوٹس دیا ہے۔

ملتان میں مسلمانوں کے قتل کے روح فرسا حالات

(نامہ نگار الفضل کے قلم سے)

۱۱ جولائی صرف مسلمانوں کی موتیں ہوئی تھیں۔ کیونکہ یہ لوگ واپس اپنے گھروں کو جا رہے تھے۔ اور سب اکے دوکے ہو کر واپس ہو رہے تھے۔ زخمیوں میں ۶۰ سال سے ۱۲ سال تک کے ہیں۔ ایک زخمی نے اپنا واقعہ بتایا کہ میں جا رہا تھا کہ اچانک مجھ پر ٹاٹ ڈال کر لپیٹ لیا گیا اور اٹھا کر ایک گلی کے اندر لے گئے اور اسی ٹاٹ میں مارنے لگے جب انہوں نے سمجھ لیا کہ مر چکا ہوں تو کنوئیں میں پھینکنے لگے۔ اُس وقت میں پھینکنے والے کی ٹانگوں کو چمٹ گیا اسی کشمکش میں اور آدمی آ گئے۔ اور میں بچ گیا۔ ہنو چھجہ جگہ مسلمانوں کو قتل کیا گیا۔ ایسی جگہ ہے جہاں سے ہمیشہ مسلمانوں کو نقصان پہنچتا رہتا ہے۔ کیونکہ وہ تمام جگہ ہندوؤں کی ہے۔ ہندو ہیں مگر کے بڑے بڑے بدقماش رہتے ہیں۔ اسکے گرد کے مسلمان راہگذر کو نقصان پہنچاتے ہیں کیونکہ وہاں ایک دو کو اٹھا لیجانے پر کچھ پتہ نہیں چلتا ہے۔ اسی فساد کی بات ہے کہ ایک مجر[illegible] فوت ہو گیا ہے ہسپتال میں یہی کہتا مرا ہے کہ میرے ساتھ میری بہن بھی تھی میرے خیال میں اب تک اس کی ہمشیرہ کا پتہ وہ پولیس جو سر توڑ کوشش کر رہی ہے نہیں چلا سکی مرنے والے لوگ سب پردیسی تھے۔ سب بیرحمی سے قتل کئے گئے بعض کا اب تک نام و سکونت کا بھی پتہ نہیں لگا ۱۲ تاریخ کو ان کا جنازہ نکلا۔ جن کے ساتھ قریباً تیس ہزار انسان ہونگے۔ مسلمان ہندوؤں سے سخت نالاں ہیں کیونکہ ہندو دکانوں پر بیٹھ کر مارتے ہیں اور پھر گھروں میں داخل ہو کر شور مچاتے ہیں کہ ہم مارے گئے۔ ان کا محلہ میں بڑے بڑوں کا ہاتھ ہوتا ہے صرف بدمعاش ہی مسلمانوں کو نہیں مارتے بلکہ سب شریف اور بدمعاش ایک ہو چکے ہیں۔ لالہ ... راج وکیل ممبر لیجسلیٹو کونسل نے اپنے مکان پر بیٹھ کر ناحق چار فائر کئے۔ یہ خدا کا فضل ہوا کہ اس کے فائر سے کوئی زخمی نہیں ہوا۔ لیکن اس نے تو سب سے بڑھ کر حصہ لیا۔ ہندوؤں نے یہاں کے ڈپٹی کمشنر اور کپتان پولیس کو فساد کر کے بدنام کرنے کی کوشش کی۔ حالانکہ ان دونوں افسروں نے نہایت اعلیٰ درجہ کا انتظام کیا تھا۔ اور یہ دونوں نہایت قابل تعریف ہیں۔ میں حیران ہوں کہ جب ہندوؤں کا یہی حوصلہ ہے تو شرارت کیوں کرتے ہیں۔ مسلمانوں کے جنازہ کے ساتھ تو تیس ہزار آدمی تھے اور ان کی پانچ لاشوں کے ساتھ بیس آدمی بھی نہ تھے۔ اس دفعہ تو سیوا سمتی بھی غائب ہو گئی۔ ہسپتال میں کسی ہندو نے ہندوؤں کو آکر پوچھا تک نہیں۔ مسلم رضا کار ہی انکی خدمت کرتے رہے ہیں۔ معلوم ہوا ہے یہاں کی ہندوؤں کی آبادی کثرت سے اُن ہندوؤں کے برخلاف ہو گئی ہے جنہوں نے یہ فساد شروع کیا۔ حکام کی روش نہایت منصفانہ ہے +

سوامی شودرانند کے لکچر قادیان میں

ہندوؤں کے مظالم آدھرمیوں پر

سوامی شودرانند صاحب کے قادیان میں آنے اور لکچر دینے کی اطلاع پہلے سے شائع ہو چکی ہے۔ ۱۸ جولائی میں نے بحیثیت نامہ نگار الفضل ان سے ملاقات کی۔ اور حالات دریافت کئے میرے سوالات کے جواب میں انہوں نے کہا۔ میرے والد صاحب بالمیکی تھے۔ آج سے قریباً پچیس سال پیشتر وہ شدھ ہو کر آریہ سماجی بنے وہ مراد آباد کے رہنے والے تھے۔ میں نے مراد آباد کے ایک سنسکرت پاٹ شالہ میں نویں جماعت تک تعلیم پائی۔ پھر میں نے دہلی کی اچھوت اُدھار سبھا کے ماتحت اچھوت قوموں کے شدھ کرنے کا کام شروع کیا۔ تھوڑے عرصہ کے بعد میں لاہور میں آ گیا اور یہی کام لاہور کی اچھوت اُدھار سبھا کے ماتحت کرتا رہا۔ تھوڑا ہی عرصہ ہوا کہ آریوں کی بعض نا ملائم حرکات اور شدھ شدہ اچھوت اقوام کے ساتھ انکی پہلی سی نفرت کو اپنی آنکھ سے مشاہدہ کرتے ہوئے میں نے سوچا کہ آریہ قوم کے کھانے کے دانت اور ہیں اور دکھانے کے اور۔ میں اچھوت اقوام کے ساتھ یہ سرد مہری کا سلوک دیکھ نہ سکتا تھا۔ علاوہ اسکے مطالعہ کی وسعت کے باعث میرے خیالات مذہبی تبدیل ہو چکے تھے۔ پس میں نے آریہ جاتی کا ساتھ چھوڑ دیا +

آپ کا موجودہ ہیڈ کوارٹر جالندھر میں ہے اور اس علاقے میں آپ کو اور آپ کی قوم یعنی بالمیکیوں کو خاص طاقت اور رسوخ حاصل ہو رہا ہے +

دیانند مت کھنڈن سبھا کے زیر انتظام آپ کا پبلک لیکچر ۱۸ جولائی کو ہوا۔ جس میں بالمیکیوں کو خاص طور پر دعوت دی گئی۔ اور وہ خاصی تعداد میں آئے۔ لیکچر زیر صدارت جناب چودھری فتح محمد صاحب ایم اے ناظر دعوۃ و تبلیغ ہوا۔ آپ نے بحیثیت صدر ایک مختصر سی تقریر فرمائی جس کے بعد سوامی جی کا لکچر شروع ہوا آپ نے سنسکرت کا ایک شلوک اور قرآن شریف کی آیت یا ایھا الناس انا خلقنٰکم شعوبًا و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم پڑھ کر کہا۔ میں یہاں ایک پردیسی کے رنگ میں آیا تھا کوئی لکچر دینے نہیں آیا۔ بلکہ اپنے درد دل کا اظہار کرنے کے لئے آیا ہوں۔ ہندو قوم نے اچھوت اقوام بھنگیوں۔ چماروں وغیرہ پر سخت سے سخت ظلم کئے ہیں اور انکو ذلیل اور تباہ کر کے ایسا بنا دیا ہے کہ ان اقوام نے انسانیت کے دائرہ میں داخل ہونا اپنے لئے ناممکن سمجھ لیا ہے۔ آپ نے کہا۔ ہندو مجرم عظیم اور سخت پاپی ہیں جو ہزارہا سال سے ہم پر ظلم کر رہے ہیں۔ اور ہم پر ان کے مظالم کی نو حد ہی نہیں۔ مگر وہ اپنے سوا کسی کو بھی اپنے جیسا انسان نہیں سمجھتے۔ وہ کنگ جارج جیسے بادشاہوں کو بھی ناپاک اور بھرشٹ قرار دیتے ہیں۔ ایسی قوم سے کیا توقع ہو سکتی ہے کہ وہ نوع انسان کی کوئی خدمت کر سکتی ہے۔ اپنی قوم کے ہندوؤں پر احسان گناتے ہوئے کہا۔ ہندو دعویٰ کرتے ہیں۔ کہ انکے بزرگ بڑے بہادر تھے حالانکہ ہمارے بزرگوں یعنی آدیوں نے انکو دھنش ودیا یعنی تیر اندازی کا علم سکھایا۔ اگرچہ ہندوؤں نے ہماری تاریخی کتب کو برباد کر دیا اور ان کا نام و نشان نہ رہنے دیا۔ لیکن پھر بھی میں ثبوت دے سکتا ہوں۔ اور وہ یہ کہ جب کسی ہندو گھرانے میں لڑکا پیدا ہوتا ہے تو بالمیکی یا بھنگی انکے ہاں ایک تیر کمان لیکر جاتا ہے اور نوزائیدہ بچے کا ہاتھ اس پر لگایا جاتا ہے۔ یہ اسی رسم کا نشان ہے کہ ہمارے بزرگ انکے بچوں کو تیر اندازی سکھاتے تھے +

گائے کے متعلق ہندوؤں کی عقیدت کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ یہ لوگ آجکل بلکہ مدت سے گائے کو ماں کہتے ہیں۔ لیکن میں یا کوئی اور عقلمند گائے کو ماں کہنے کے لئے تیار نہیں۔ ایک آریہ سے میرا مباحثہ ہوا۔ اُس نے کہا کہ کیا آپ گائے کو ماں نہیں سمجھتے میں نے کہا۔ اگر میں گائے کو ماں کہوں۔ تو پھر بھینس کو خالہ۔ اور بکری کو چچی کہنا پڑیگا۔ اکیلی گائے کے ساتھ میں رشتہ ناطہ نہیں کر سکتا +

اصل بات یہ ہے کہ آریہ جب پنجاب میں آئے تو بالکل وحشی تھے۔ اسی لئے حیوانات۔ دریاؤں۔ پہاڑوں وغیرہ کی پرستش شروع کر دی۔ گو ان لوگوں نے ہمیں بہت ذلیل کر دیا ہے۔ لیکن پھر بھی یہ کیسے لطف کی بات ہے کہ خدا نے ہم کو اب تک صفحہ ہستی سے نابود نہیں کیا۔ سات کروڑ آبادی آدی اقوام کی اب بھی ہند میں موجود ہے۔ ہندو آج گئو رکھشک بنے پھرتے ہیں۔ مگر یہ بات بھی انکو ہمارے بزرگوں نے سکھائی۔ اور وہ اس طرح کہ جب ہندو پہلے پہل یہاں آئے تو یہ گئو میں مارا کرتے تھے۔ انکے ویدوں میں گئو مارنے کا ذکر موجود ہے۔ اس وقت ہمارے بزرگوں نے انکو حکم دیا کہ اگر دودھ والی گئو کو ذبح کرو گے۔ تو سزا دی جائیگی اس طرح ہمارے بزرگوں نے انکے بڑوں سے گائے کی حفاظت کرائی۔ اگر اس کا ثبوت پوچھو تو ہردوار میں جا کر دیکھ لو۔ وہاں ایسے ہندوؤں کو جن کے گھر میں دودھ دینے والی گائے مر جائے بھنگی جوتیاں مارتا ہے اور اس طرح ان کا پاپ دور کرتا ہے یہ اسی سزا کا دھندلا سا نشان ہے۔ جو ہمارے بزرگ ہندوؤں کے بزرگوں کو گائے مارنے پر دیا کرتے تھے + (باقی)

نعمت اللہ خاں گوہر فانی (؟)

(منشی عبدالرحمٰن کشمیری قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)